مراسلات

مطبوعہ نور افشان جلد ۲۰ نمبر ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ -

رسالہ

مسیح عمانوایل

مصنفہ پادری جی-ایل ٹھاکرداس صاحب مشنری گجرانوالہ-پنجاب

بجواب

تنقیح الوہیت مسیح

(مولفہ اکبر مسیح مختار باندہ)

خداوند یسوع مسیح نے لوگون سے سوال کیا تھا کہ مین جو ابن آدم ہون کون ہون ؟ اس سوال کا کیا فائدہ تھا- لوگ جانتے تھے کہ وہ مریم اور یوسف کا بیٹا ہے اور فلان فلان اسکے رشتہ دار ہین متی ۱۳: ۵۵ + اور کہ ناصرت کا رہنے والا ہے او ر شل اور آدمیون کے ایک آدمی ہے + مگر مسیح نے پھر بھی پوچھا تھا کہ اگر مسیح داؤد کا بیٹا ہے تو داؤد اوسے خداوند کیون کہتا ہے ؟ اور پھر یہ کہ تم نہ مجھے جانتے نہ میرے باپ کو + ان باتون سے معلوم پڑتا ہے کہ یہان ضرور کچھ بھید تھا جسکو لوگ نہین جانتے تھے-

اور پھر جب بیبل مین دیکھتا ہون کہ بڑے بڑے بادشاہون اور اعلے سے اعلے پیغمبرون کا ذکر آیا ہے۔ اُنکو بڑے بڑے نادر کام اور اوصاف منسوب کئے گئے ہین مگر کسی کی نسبت ایسی عبارت نہین آئی جسمین خدائی کے کام اور اوصاف کسی مخلوق کو منسوب کئے گئے ہون ۔ خالق اور مخلوق مین واضح تمیز رکھی گئی ہے مگر وہی بیبل جب مسیح مصلوب کا بیان کرتی ہے تو اوسکی نسبت عبارت بدلتی ہے اور اگرچہ لوگ اوسکے کامونکو دیکھکر تحیر مین پڑتے اور صرف اتنا کہ سکتے تھے کہ ایسی قدرت انسان کو بخشی لیکن بیبل بیان کرتی ہے کہ وہ سبھون کا خداوند ہے اور اوسی سے ساری چیزین پیدا کی گئیں ایسا بیان کرنے کا ضرور کچھ بے مثال سبب ہے ورنہ بظاہر تو مسیح بھی مثل اور انسانون کے ایک انسان تھا۔

یہ ظاہر ہے کہ مسیح کی بابت شروع ہی سے لوگونمین اختلاف رہا ہے (متی ۱۶: ۱۳ ۔ ۱۶ و یوحنا ۹: ۱۶ ۔ ۷: ۱۲ ۔ ۴۲ ۔ ۴۳) اسکی الوہیت سے انکار کرنا یہودیون کی عادت رہی ہے اور جن جنلوگونمین اونکا یہ خمیر پڑا اونھون نے بھی ویسی ہی مخالفت دکھائی ہے چنانچہ دوسری صدی عیسوی مین ایک یہودی فرقہ جاری ہوا جو نامری کہلاتا تھا۔ برائے نام اونکو عیسائی کہا جاتا تھا۔ اسکاٹر اکبر مسیح صاحب نے اپنے رسالہ الوہیت مسیح و تثلیث کی تنقیح کے صفحہ ۱۶۰ مین ذکر کیا ہے مگر آپکے بیان کو مین قبول نہین کرسکتا ۔ کیونکہ اپنی فانیر اس فرقہ کی بابت لکھتا ہے کہ وہ موسی کی شریعت کے دائمی پابندی کے موید تھے اور یہودیون سے صرف اسبات مین فرق رکھتے تھے کہ مسیح کے نام کا اقرار کرتے تھے اور قربانیون اور ختنہ وغیرہ

کی ضرورت کی تائید کرتے تھے مسیح کو ایک محض انسان کہتے اور اوس کی الوہیت کا
انکار کرتے تھے اور اوسکو راستباز اور نیک آدمی مانتے تھے وہ اپنے تئین نہ
عیسائی کہتے اور نہ کہلانا چاہتے۔ اور بہر صورت یہودی تھے صرف مسیح کا اقرار
کرتے تھے اور متی کی انجیل عبرانی استعمال کرتے تھے (جونس قینین جلد اول
باب ۲۹ و ۳۴) ان لوگون کو عیسائی کہنا ایسا ہے جیسا محمد صاحب کو
عیسائی کہنا ہے۔ لفظ ناصری یہودی لوگ ابتدا مین حقارت سے مسیح کے
پیرؤن پر بولتے تھے (اعمال ۲۴ : ۵) اور یونانیون کے درمیان وہ کرسٹان
کہلاتے تھے (اعمال ۱۱: ۲۶) لیکن دوسری صدی مین ایک یہودی گروہ پر
غالبًا اسلئے بولا گیا تھا کہ وہ عیسیٰ ناصری کے مسیح ہونے کے قایل تھے اور محمد صاحب
نے جو عیسائیونکو نصاری کہا ہے تو وہ اس فرقہ کے لحاظ سے نہین معلوم
ہوتا اور نہ خاص اس فرقہ پر محدود کیا جا سکتا ہے جو ناصری نام سے جاری
ہوا تھا اور جو مسیح کی الوہیت کا منکر تھا جیسا اکبر مسیح صاحب کا بیان ہے بلکہ
قران مین یہ لفظ عمومًا عیسائیون پر بولا گیا ہے اور غالبًا اسی لئے کہ یہودی اونکو
ناصری کہتے تھے سورہ مایدہ رکوع ۸۔ آیت ۵۶۔ اے ایمان والو مت پکڑو یہود
و نصاری کو رفیق۔ سورۂ بقر آیت ۱۲۰۔ ہرگز راضی نہون گے تجھ سے یہود اور
نہ نصاری الخ۔ اور سورۂ مائدہ آیت ۸۵ بمقابلہ سورۂ حدید رکوع ۴۔ آیت
۲۷ قران سے ظاہر نہین ہوتا کہ نصاری عیسائیون کے کسی فرقہ کا نام تھا۔ دیکھو
نصاری پر شرک اور مخلوق پرستی کا الزام لگایا ہے۔ سورۂ توبہ رکوع ۵۔ آیت

۳۲ و ۱۳- اور یہود نے کہا کہ عزیز بیٹا اللہ کا اور نصاری نے کہا مسیح بیٹا اللہ کا۔ یہ باتین کہتے ہین اپنے منہ سے ٹھہراتے ہین اپنے عالم اور درویش کو خدا اللہ کو چھوڑ کر اور مسیح مریم کے بیٹے کو۔ اس سے ظاہر ہے کہ محمد صاحب لفظ نصاری عموماً عیسائیون کو پر بولتے تھے اور اونکو کیا معلوم ہو سکتا تھا کہ عیسائیونمین کون کون سے فرقے تھے اور اگر مسیح نے جو سورہ عمران سے یہ آیت پیش کی ہے کہ سب برابر نہین اہل کتاب مین ایک فرقہ ہی ہے سیدھی راہ پر دے پڑھتے ہین آیتین اللہ کی راتونکی وقت وغیرہ۔ یہ عیسائیون سے مراد نہین ہے لیکن اہل کتاب کے اون لوگون سے مراد ہے جنھون نے اسلام کو پسند کر لیا تھا۔ پس صرف اس ایک فرقہ کو محمد صاحب کا استاد مخصوص کرنا درست نہین جیسا اکبر مسیح صاحب فقط اوس فرقہ نصاری کو قرار دیتے ہین۔

اسموقع پر اسباب کا بیان کرنا کچھ بیجا نہوگا کہ وہ فرقہ جو دوسری صدی مین ناصری نام سے جاری ہوا انجیل مروجہ کو نہین لیکن ایک کتاب کو مانتا تھا جو عبرانی مین تھی اور جسکو متی رسول کی تصنیف کہتے تھے ۱۵ اور وہ ایک اور جعلی کتاب کو مانتے تھے جو پطرس کا وعظ کہلاتا تھا۔ سو اوس ایک فرقہ کو پیش کرنا اور اوسے سچا کہنا درست نہین ہے کلیسیا جامع اسکو سچا نہین مانتی تھی ۱۵ اور یہ بھی یاد رہے کہ اوس فرقہ کا اور محمد صاحب کا مسیح کی الوہیت سے انکار کرنا خود ہی ظاہر کرتا ہے کہ مسیح کی الوہیت کے ماننے والے بھی تھے۔

خیر ان سب کو جانے دو اس امر کا صحیح فیصلہ صرف انجیل سے ہو سکتا ہے اور چونکہ

عیسائی اور یونی ٹیری ان اور محمد صاحب بھی اوسے الہامی مانتے ہین ہمیلئے
جو کچھ وہ سکھلاتی ہے اوسکا پیچھا کرین۔

پہلا باب

مُجّت توحید و الوہیت مسیح

(بجواب باب اول)

یہو دیون کی کتاب یعنے عہد عتیق مین وحدت الٰہی بے شرک صاف صاف بیان ہوئی ہے۔ لا کلام اوسمین بیان کیا گیا ہے کہ :-

(۱) خدا ازلی ہے۔ زبور ۹۰ : ۲ پیشتر اس سے کہ پہاڑ پیدا ہوئے اور زمین اور دنیا کو تونے بنایا ازل سے ابد تک توہی خدا ہے ۹۳ : ۲ تو تو ازل سے ہے (۲) بےمثل ہے اور لا شریک ہے یشعیاہ ۴۶ : ۵ و ۹۔ تم مجھے کس سے تشبیہ دوگے اور مجھے کسکے مانند کہوگے اور مجھے کس سے ملاؤگے تاکہ ہم یکسان ٹھہرین ؟ مین خدا ہون اور مجھ سا کوئی نہین۔ استثنا ۳۲ : ۳۹۔ اب دیکھو کہ مین ہان مین ہی وہ ہو اور کوئی معبود میرے ساتھ نہین الخ (۳) وہی خالق ہے پید ۱ : ۱۔ ابتدا مین خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ اور بھی دیکھو زبور ۳۳ : ۶ یسعیاہ ۴۴ : ۸۔ ۲۔ (۴) وہ بے حد ہے اور حاضر و ناظر ہے۔ اسلاطین ۸ : ۲۷۔ کیا خدا فی الحقیقت زمین پر سکونت کرے ؟ دیکھ آسمان اور آسمانون کے آسمان تیری گنجایش نہین رکھتے یرمیاہ ۲۳ : ۲۴۔ کیا آسمان اور زمین مجھ سے بھری نہین ہین خداوند کہتا ہے ۰ عہد عتیق کے ان بیانون سے ظاہر ہی کہ خدا اپنی ذات مین کیسا یکتا ہے

ہم ظاہرا دیکھتے ہین کہ کیا حیوان کیا انسان اپنی اپنی جنس مین اپنا ثانی یا مانند رکھتے ہین لیکن عہد عتیق سے ظاہر ہے کہ کل عالم مین فقط خدا ہی ہے جسنے اپنا ثانی یا مانند نہ دیکھا نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ کبھی دیکھے گا۔ انجیل مقدس بھی اس تعلیم کی تائید کرتی ہے۔ مسیح نے فرمایا۔ کہ سب حکمون مین اول یہی ہے کہ:۔ ای اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے وغیرہ مرقس ۱۲: ۲۹۔ اسکے رسولون نے بھی ایسا ہی سکھلایا دیکھو ا قر ۸: ۴) ۶۔ افس ۴: ۶۔ ۱ تمط ۶: ۱۵) ۱۶۔ اس توحید الٰہی مین کوئی کسر نہ آنی چاہئے اور اگر مسیح کی الوہیت اسمین قصور ڈالنے والی ہے تو اسکو ماننا نہ چاہئے مگر باوجود اسکے مین ناظرین کی خاص توجہ طلب کرتا ہون کہ عہد عتیق کے اس بیان کی بنا پر یہودیون کا مسیح کی الوہیت سے انکار کرنا ناجایز تھا اور اسیطرح سے انجیل مقدس کے اوس بیان کی تائید کرنے کی بنا پر الوہیت مسیح سے انکار کرنا ناجایز ہے۔ کیونکہ:۔

اوس خدا کا زمانی اور مکانی حالتونمین یا جسمونمین ظاہر ہونا دونون وثیقون سے مصرح ہے دیکھو خروج ۱۹: ۱۸، ۱۹۔ اور سب کوہ سینا پر زیر و بالا دہوان تھا۔ کیونکہ خداوند شعلہ مین ہو کر اوسپر اوترا۔ اور خدانے اوسے ایک آواز سے جوابدیا۔ ۲۰: ۲۱۔ تب وے لوگ دور ہی کھڑے رہے اور موسی اس کالی بدلی کے جسمین خدا تھا نزدیک گیا ۲۴: ۱۶۔ اور خداوند کا جلال کوہ سینا پر ٹھہرا۔ اور بدلی اوسے ۶ دن تک ڈہانپے رہی۔ اب کیا وہ جسکو خداوند شعلے مین خدا کالی بدلی مین۔ اور خداوند کا جلال کوہ سینا پر کہا ہے سچ مچ خدا تھا یا خدا کی مانند کچھ

تھا؟ کیا وہ خدا جسکی آسمانون کے آسمان گنجایش نہین رکھتے وہی خدا ایک محدود
سے شعلے اور بدلی مین اور ایک محدود سی جگہ مین آگیا۔ اور یا کہ یہ خدا سے جدا کوئی
چیز تھی؟ وہ جسکو خدا کہا ہے اوسکو خدا کا جلال بھی کہا ہے کیا خدا کا جلال خدا سے
کوئی جدا چیز ہے اور اوسکو بھی خدا کہہ سکتے ہین؟ کہو وہ جو ایسے جسم سے ظاہر ہوا
اوسکو خدا۔ وہی سچا اور زندہ خدا کہنا کفر ہے یا اوسکو کوئی ماسوا اللہ کہنا کفر ہے؟
کیا وہ جو ازلی اور ابدی خدا ہے سارا اوس بدلی مین تھا؟ یاد رہے کہ بادل وغیرہ کو خدا
نہین کہا ہے لیکن بادل مین خدا کا بیان کیا گیا ہے۔ یہان یہ تاویل نہین چلسکتی کہ بادل
کے ساتھ خدا کی صحبت تھی اور خدا کا اوسمین بیان کیا جانا بادل کے ساتھ صرف روحانی
یگانگت کا بیان ہے۔ پاکترین مکان کی کیفیت بھی اسکے مشابہ ہے اب جائے تعجب ہے
کہ یہودی۔ یونی ٹیری ان۔ محمدی اور عیسائی سب عہد عتیق سے اس احوال کو ہضم
کر سکتے ہین لیکن جب انجیل مین اسیطرح کا احوال پایا جاتا ہے تو جھٹ بے وحدت
یاد آنے لگتی ہے چنانچہ جب مسیح نے کہا کہ "وہ باپ مجھ مین رہتا ہے" اور
رسولون نے کہا کہ ازلی کلمہ مجسم ہوا اور ہمارے درمیان رہا۔ وہ اندیکھے خدا کی
صورت ہے۔ وہ اوسکے جلال کی رونق ہے وہ اوسکی ماہیت کا نقش ہے (عبرا: ۳)
الوہیت کا سارا کمال اسمین مجسم ہوا (قلسی ۲: ۹) تو عجیب دشواریان تبلائی جاتی
ہین اور تاویلین کیجاتی ہین اسکو ایماندارون والی یگانگت کہا جاتا ہے۔ یاد رکھنا
چاہیے کہ مسیح مین الوہیت قایم کرنے سے مسیح کا جسم جو ابن مریم کہا جاتا ہے اوس کو
الوہیت منسوب نہین کیجاتی اور اس بدن کو ہم خدا نہین کہتے لیکن اسمین خدائی

کہتے ہین۔جو قریبا ویسی بات ہے جیسا توریت مین لکھا ہے کہ خدا کالی بدلی مین تھا محمد صاحب نے بھی اسی سبب سے الوہیت کا انکار کیا۔جیسا کوہ طور اور ہیکل مین خدا کے مسکن پذیر ہونے سے یہودیون کو کبھی گمان نہوا کہ وہ جو مسکن پذیر ہوا خدا نہ تھا اور نہ خدا کے محدود یا دو تین ہو جانے کا گمان ہوا اسیطرح جب انجیل مین مسیح کی الوہیت بیان کیگئی ہے تو عیسائی جسم ابن مریم کو کبھی خدا نہین کہتے اور نہ خدا کے محدود یا حصے ہو جانے کا خیال کرتے ہین اور نہ وحدت الہی کے بجاے دو تین خدا مانتے ہین بلکہ وہی خداے واحد قایم رہتا ہے اور مسیح مین بھی الوہیت ماننی پڑتی ہے۔

دوسرا باب

تنقیح القاب مسیح

بجواب باب دویم۔چہارم و پنجم۔

باب دویم مین اکبر مسیح صاحب نے مسیح کی الوہیت پر یعنے اُسکے واجب الوجود قادر مطلق اور ہمہ دان ہونے پر کلام کیا ہے اور کہتے ہین کہ مسیح نے اپنی نسبت ہر ایک سے نفی کر دی ہے یہ کہکر کہ مین باپ سے زندہ ہون (یوحنا ۶: ۵۷) بیٹا آپ سے کچھ نہین کر سکتا (۵: ۱۹) اُس گھڑی کی بابت بیٹا بھی نہین جانتا (مرقس ۱۳: ۳۲) اور مسیح مین ان اقوال کی بنیاد پر دو ذاتون کا انکار کرتے ہین اور صرف انسانیت کو قایم کرتے ہین اور فصل سوم و چہارم مین اون اقوال کی رو سے یہی نتیجہ نکالا ہے جنمین مسیح کی عبودیت کا بیان پایا جاتا ہے۔اور مسیح کو ایک بندہ خدا قرار دیا ہے

اسکے خلاف مین انجیل مین مسیح کی الوہیت اور انسانیت کی تفصیل پاتا ہون اور اسکو
خدا کے وہ ذاتی صفات سے منسوب پاتا ہون جو کسی مخلوق کو ہرگز منسوب نہین ہو
سکتی ہین یعنے ازلیت۔ خالقی۔ حاضر و ناظر اور بے تبدیل ہونا ٭ ان باتون کی
بحث تیسرے باب مین کیجاویگی۔ بالفعل یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اون
القاب کی تنقیح کیجاوے جو انجیل مین مسیح کو دئیے گئے ہین اور جو الوہیت مسیح کے
انکار کے لئے لوگ ہمیشہ پیش کرتے ہین ٭ انھین کے سبب اکبر مسیح صاحب کی جستجو
مین بھی گربڑی معلوم ہوتی ہے ٭ انکی کیفیت جسطرح مین انجیل مین پاتا ہون پیش کرتا
ہون اور امید ہے کہ انکی واجبی تفصیل سے اکبر مسیح صاحب کی قریبًا ساری بحث طے
ہو جاے گی ٭ چنانچہ ظاہر ہے کہ القاب مسیح بہت سے ہین لیکن انمین سے
بعضے ایسے ہین کہ جنکو مسیح کی شخصی ماہیت سے کچھ تعلق نہین ہے وہ اور مطلب کے
لئے ہین جیسے رسول۔ گڈریا۔ برّہ۔ درمیانی۔ سردار کاہن۔ یہ بعض خاص کام ہون
کے سبب ہین جو مسیح نے انسانی جامہ مین انسان کے لئے کئے تھے۔ اور بعضے
القاب ہین جو اوسکی شخصی ماہیت کے ادا کرنے کے واسطے استعمال کئے گئے ہین
جیسے ابن آدم۔ ابن اللہ۔ ازلی کلمہ اور باپ۔ اور خدا۔ انکی تنقیح سے بہت
باتونکا فیصلہ ہو جاے گا۔

امر اول

ابن آدم۔ ابن اللہ

انجیل مقدس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے شاگردونکو سمجھانے کے لئے اون سے

پوچھا تھا کہ لوگ کیا کہتے ہین کہ مین جو ابن آدم ہون کون ہون ؟ - اور پطرس کے اس جواب کو صحیح قرار دیا کہ تو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے (متی ۱۶:۱۳) اور جب یہودیون نے پوچھا تھا کہ تو کون ہے ؟ تو اونکو مسیح نے یہ جواب دیا تھا کہ "وہ وہی جو مین نے تمھین شروع ہی سے کہا ہے" (یوحنا ۸: ۲۵) اور مقامون سے ظاہر ہے کہ مسیح اس نام سے مشہور ہوگیا تھا - دیکھو لوقا ۲۲: ۷۰ - یوحنا ۱: ۳۴ - ۱۱: ۲۷ متی ۸: ۲۹ - اب سوال یہ ہے کہ مسیح خود اپنے کو اور دیگر لوگ اسکو کس سبب سے خدا کا بیٹا کہتے تھے کیا الفاظ "خدا کا بیٹا" یہ سمجھانے کو تھے کہ وہ خدا کا ازلی بیٹا ہے اور الوہیت مین خدا کے ساتھ ایک ہے اور یا کہ اسکی فوق العادت ولادت کے اظہار کے لئے اور اسی سبب سے بولے جاتے تھے یہ بات سب پر روشن ہے کہ عیسائی عموماً بیٹے سے مراد "ازلی بیٹا" کہتے ہین اور یون اس لفظ کو مسیح کی الوہیت کو ادا کرنے کے لئے سمجھتے ہین اور یہ راے اتھانے سس کے عقیدہ پر مبنی ہے مگر میرے نزدیک یہ لفظ مسیح کی نادر الانسانیت کو ادا کرنے کے لئے ثابت ہوتا ہے -

اولاً - لوقا ۱: ۳۵ مین یہی سبب اسکے ابن خدا کہلانے کا بیان کیا گیا ہے اور بھی دیکھو گلتیون ۴: ۴ -

ثانیاً - ابن خدا اور ابن آدم ایک ہی اصطلاح ہے - لوقا ۲۲: ۶۹، ۷۰ - یوحنا ۶: ۲۷، ۴۰ - ۵: ۲۶، ۲۷ - "کیونکہ جسطرح باپ آپ مین زندگی رکھتا ہے اوسیطرح اوسنے بیٹے کو بھی دیا ہے کہ اپنے مین زندگی رکھے بلکہ اوسے اختیار دیا ہے کہ عدالت کرے اسلئے کہ وہ ابن آدم ہے" - ان آیات مین جو کچھ بیٹے کی بابت کہا

گیا ہے وہی ابن آدم کی بابت کہا ہے جس سے ظاہر ہے کہ لفظ بیٹا الوہیت کو ادا کرنے کے لیے نہیں ہے۔ البتہ یہ بات ہنوز معلق رہی کہ کسطرح سے بیٹے کو یعنے اوسکو جو مریم سے پیدا ہوا یہ دیا گیا کہ زندگی اپنے مین رکھے اور عدالت کرے اس سرفرازی کی دلیل کیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ مرقس ۱۳: ۳۲ مین کہا گیا ہے کہ اس گھڑی کی بابت بیٹا بھی نہین جانتا۔

اسپر یہ کہا جاسکتا ہے کہ بیٹے کی پیش ہستی انجیل مین بیان کیگئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ بیٹا ازلی ابنیت کے لئیے بیان کیا گیا ہے چنانچہ یوحنا ۱۶: ۲۸-۱۷: ۵ مگر یوحنا ۶: ۶۲ سے ہم معلوم کرتے ہین کہ ابن آدم کے حق مین بھی پیش ہستی کا بیان ہوا ہے پس اگر تم ابن آدم کو اوپر جاتے جہان وہ آگے تھا دیکھوگے تو کیا ہوگا؟ اور بھی دیکھو یوحنا ۳: ۱۳۔ جیسا بیٹے کو ویسا ہی ابن آدم کو پیش ہستی منسوب کیگئی ہے لہذا لفظ بیٹے مین ازلیت کی خصوصیت نرہی اور پھر دیکھو کہ عبرانیون ۱: ۸ مین جو بیٹے کو ازلیت اور خدائی منسوب کیگئی ہے تو بیٹا اوسکی الوہیت کے ادا کرنے کے لئیے استعمال نہین کیا ہے مگر بات یہ ہے کہ جب کبھی اوسکی الوہیت کا اظہار منظور ہوتا ہے تو یہی لفظ یعنے بیٹا یا ابن آدم قایم رکھے جاتے ہین کیونکہ بیٹے یا ابن آدم مین الوہیت تھی اور کوئی وجہ نہین کہ ان لفظونکو ادائے الوہیت کیلئیے قرار دیا جاے اور پھر جب مسیح کہتا ہے کہ خدانے بیٹے کو دنیا مین بھیجا تو ظاہر ہے کہ یہ بات کہنے سے پیشتر دنیا مین آیا ہوا تھا اور خاطر خواہ کہ سکتا تھا کہ باپ نے بیٹے کو بھیجا ہے۔ اکلوتا بیٹا بھی ازلی ابنیت کے لئیے نہین معلوم ہوتا کیونکہ صرف مسیح ایک ہے جو اوس

طور سے پیدا ہوا جسطرح لوقا ۱: ۳۵ مین بیان ہوا ہے آدم بھی اسطرح نہین پیدا ہوا تھا اور اسلئے صرف مسیح اکلوتا بیٹا کہا جاسکتا ہے بنی اسرائیل کو بھی اکلوتا بیٹا کہا گیا ہے مگر وہ کسی اور خصوصیت کے سبب کہا گیا ہے مگر کسی صورت مین اکلوتے بیٹے کے یہ معنی نہین معلوم ہوتے کہ ازل سے تولد ہوا۔

ثالثاً جب یہودیون نے لفظ خدا کے بیٹے کے سبب مسیح پر کفر کا الزام لگایا کہ ایسا کہکر تو اپنے تئین خدا کا بیٹا ٹھہراتا ہے (یوحنا ۵: ۱۸ - ۱۰: ۳۳ و ۳۶) اور درحقیقت اگر مسیح نے انسان ہوکر اپنے تئین خدا کہا تو یہ خدا کے برخلاف کفر تھا نہ کہ محض ایک ناشایستہ سخن جیسا کہ اکبر مسیح صاحب صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہین ۞ مگر مسیح نے انکے نتیجہ سے انکار کیا اور بتلایا کہ وہ کیون اپنے تئین خدا کا بیٹا کہتا ہے اور سمجھایا کہ بیٹا کہنے سے کفر لازم نہین آتا کیونکہ جنکے پاس خدا کا کلام آیا ہے انکو اللہ کہا ہے اور کفر لازم نہین آتا۔ مین جسے خدا نے مخصوص کیا اور دنیا مین بھیجا جب اپنے تئین خدا کا بیٹا کہتا ہون کفر لازم نہین آتا۔ البتہ مین یہ کہتا ہون کہ میرے کامون کے سبب جانو اور یقین کرو کہ "باپ مجھ مین ہے اور مین اوسمین ہون" آیت ۳۸) وہ جسکو یہودیون نے انسان کہا مسیح اوسکو خدا کا بیٹا کہتا ہے آیت ۳۳ بمقابلہ آیت ۳۶۔

رابعاً۔ مین نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ لفظ بیٹے کو مسیح کی الوہیت کا مترادف گردانتے کے لئے زبور ۲: ۷ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

"تو میرا بیٹا ہے مین آجکے دن تیرا باپ ہوا" کوئی راوی انجیل اس آیت کو مسیح کی الوہیت کا مترادف کرکے استعمال نہین کرتا۔ لفظ آج سے مراد ازل کے لئے جاتے ہین +

مگر انجیل میں اسکی یہ تعبیر پائی نہیں جاتی۔ یہ مسیح کی بابت ایک پیشنگوئی ہے اور یہ الفاظ کہ آج تو میرا بیٹا ہوا اُس دن کے پورے ہوئے جسدن مسیح مُردوں میں سے زندہ ہوا یعنے اوسدن مسیح خدا کا بیٹا ثابت ہوا جیسا اعمال ۱۳: ۳۲ سے ظاہر ہے اور ہمکو خوشخبری دیتے ہیں کہ اوس وعدہ کو جو باپ دادوں سے کیا گیا تھا خدا نے ہمارے لیئے جو اونکی اولاد ہیں بالکل پورا کیا کہ یسوع کو پھر جلایا چنانچہ دوسرے زبور میں لکھا ہے کہ تو میرا بیٹا ہے آج میں تیرا باپ ہوا اور بھی دیکھو رومیوں ۱: ۳) مسیح خدا کا بیٹا ہونے کے اس ثبوت کیطرف مسیح نے خود بھی اشارہ کیا تھا جب لوگوں نے سوال کیا کہ کون ہے اور مسیح نے جواب دیا کہ وہی جو میں نے تمہیں شروع سے کہا... جب تم ابن آدم کو اونچے پر چڑھاؤ گے تب تم جانو گے کہ میں ہوں (یوحنا ۸: ۲۵، ۲۸) غرضکہ دوسرے زبور والا بیان بھی الوہیت یا ازلیت کے لئے نہیں ہے۔

اب میں یاد دلاتا ہوں کہ جو اعتراض باب چہارم و پنجم میں بھی مسیح کی الوہیت یعنی اسکی قدرت اور ازلیت اور ہمہ دانی کے برخلاف لفظ بیٹے یا ابن آدم کی بنا پر کیئے گئے ہیں سب رائگان اور ردی ہیں اور مسیح جو رسول یا بندہ یا گذریا اور درمیانی۔ یا شیر سا ہیں ہے تو وہ بیٹا ہوکر ہے ان سب حالتوں میں وہ سوائے گناہ کے دیگر انسانوں کی مانند ہے اور خدا باپ کا حکم بجا لانیوالا ہے مگر وہ جس کے سبب سب چیزیں اُسکے ہاتھ میں دیگئیں (یوحنا ۳: ۳۵) اور وہ جس نے اوس کو اعلے خدمات کرنے کے قابل کیا ایسا کہ اونکے سبب سے اسکو زمین اور آسمان کا سارا اختیار دیا گیا (متی ۲۸: ۱۸) اور وہ زندوں اور مُردوں کا خداوند ہوا

(رومیون ۱۴: ۹) وہ اسمین وہ خدائی تھی جسکا امر دویم مین ذکر آتا ہے -

امر دویم

باپ - کلمہ - خدا

یہ وہ لفظ ہین جو مسیح مین الوہیت کو ادا کرنے کیلئے استعمال کئے گئے ہین - مسیح نے اپنے مین کوئی غیر شے بیان کی ہے جو اس سے وہ سارے نادر کام کرواتی ہے اسکو لفظ باپ سے بیان کرتا کوئی یونی ٹیرین بھی اسبات کا انکار نکرتا ہوگا کہ باپ سے مسیح کی مراد خدا سے ہے اب مسیح نے صاف کہا کہ "مین اور باپ ایک ہین" یوحنا ۱۰: ۳۰، اور اسکو آیت ۳۸ مین یون بیان کیا ہے کہ "باپ مجھ مین ہے اور مین اوسمین ہون" - اور پھر یہ کہا کہ "باپ جو مجھ مین رہتا ہے وہ یہ کام کرتا ہے" (۱۴: ۱۰) باپ کی جگہ ان آیتون مین لفظ خدا رکھکر دیکھو تو زیادہ صاف نظر آئیگا کہ مسیح اپنے مین خدائی کا دعوے کرتا ہے *

مگر اکبر مسیح صاحب نے اسکے معنی یون لکھے ہین کہ چونکہ باپ نے اوسکو بھیڑین انعام دی ہین اسلئے بھیڑون کے مالک اور قابض ہونے مین مین اور باپ ایک ہین اور پھر یہ کہ یہ روحانی یگانگت ہے اور ویسی جیسی سچے شاگردونکو بھی باپ کے ساتھ حاصل ہے یوحنا ۱۷: ۲۱-۲۳- اور یوحنا ۱۴: ۱۵ "کیا اس یگانگت سے شاگردون کو کسیطرحکا درجہ الوہیت حاصل ہو جائے گا ؟ باب چہارم صفحہ ۳۶-۳۹) *

مین اکبر مسیح کے معنون کو قبول نہین کرسکتا کیونکہ آیت ۲۸ و ۲۹ باب ۱۰ یوحنا کا مطلب

صاف یہ ہے کہ قدرت مین بیٹا اور باپ ایک ہین اسلئے بھیڑونکو نہ کوئی میرے ہاتھ سے چھین سکتا ہے اور نہ میرے باپ کے ہاتھ سے۔ کوئی شاگرد یا مخالف یہ گمان نکرے کہ وہ تو ایک محض انسان ہے اسلئے اُس سے چھین جائینگی کیونکہ وہ اور باپ قدرت مین ایک ہی ہین۔ باپ قادر مطلق ہے اور مین بھی قادر مطلق ہون۔ آیت ۳۰ مین روحانی یگانگت والی بات نہین ہے مگر چونکہ ایمانداروں اور خدا کی یگانگت کو مسیح اور خدا کی یگانگت کے مساوی کیا ہے اور اسوجہ سے یا تو مسیح مین الوہیت کا انکار کرنا اور یا شاگردون مین بھی الوہیت ماننا ضرور کہا گیا ہے اسلئے اس امر پر بحث ضروری معلوم ہوتی ہے۔

اسمین شک نہین کہ خدا کے ساتھ مسیح اور ایماندارونکی یگانگت کا ذکر ہوا ہے مگر پھر بھی بڑا فرق رکھا گیا ہے اور درحقیقت فرق ہے۔

(۱) جاننا چاہیے کہ خدا حاضر و ناظر ہے۔ کیا آسمان و زمین مجھ سے بھرے نہین ہین خداوند کہتا ہے؟ (یرمیاہ ۲۳: ۲۴) اور بھی دیکھو اعمال ۱۷: ۲۷ و ۲۸۔ اس حساب سے تو بے ایمانون کے وجود بھی خدا کی روح سے خالی نہین۔ جہنم بھی خدا کی حضوری سے باہر نہین۔

مگر پھر بھی کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ خدا سب جگہ یکسان سکونت نہین کرتا (اعمال ۱۷: ۲۴) اور ایماندارون اور بے ایمانون مین یکسان نہین ہے خدا کے برتاو کے یہ طریق ہی ظاہر کرتے ہین کہ اسطرح سے مخلوق خدا نہین بنجاتے۔

(۲) یہ کہ خدا کا ایماندارون مین اور ایماندارونکا خدا مین رہنا (۱ یوحنا ۴: ۵) یعنے

انکا مسیح اور خدا مین ایک ہونا صرف یہ ہے یعنے انکا ایک دوسرے سے محبت رکھنا
اور یسوع مسیح کا اقرار کرنا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے اور خدا سے محبت رکھنا (۱ یوحنا
۴: ۱۲-۱۵، ۱۶) یہ ایمانداروں مین روح کے پھل بیان کئے گئے ہین (گلیتون
۵: ۲۲) یہ پھل ہونے سے خدا کے ساتھ یگانگت ہوتی ہے اور چونکہ "کسی نے خدا کو
کبھی نہین دیکھا (۱ یوحنا ۴: ۱۲) تو خدا کے ساتھ کسی قسم کی یگانگت محال ہوتی
اسلئے یہ بندوبست کیا ہے کہ اوسکی روح دلونمین سطور سے اثر کرے جسطرح مسیح نے
فرمایا تھا۔ یوحنا ۳: ۸ تاکہ یہ خوبیان ایماندارون مین پیدا ہو جائین اور اگرچہ
خدا کی روح کو انسان محسوس نہین کر سکتا تو بھی ان باتون سے "ہم جانتے ہین کہ اوسنے
اپنی روح مین سے ہمین دیا" (۱ یوحنا ۴: ۱۲، ۱۳) اور یہی خدا کا ہم مین رہنا ہے
اس امر کی تشریح پولوس رسول یون کرتا ہے "مین تمھین جتاتا ہون کہ کوئی
نہین جو خدا کی روح سے بولتا یسوع کو ملعون کہتا ہے (جیسا یہودیون نے کہا)
اور کوئی بغیر روح قدس کے یسوع کو خداوند کہہ نہین سکتا ہے۔ پس نعمتین طرح
طرح کی ہین پر روح ایک ہی ہے اور خدمتین بھی طرح طرح کی ہین پر خداوند ایک ہی
ہے اور تاثیرین طرح طرح کی ہین پر خدا ایک ہی ہے جو سبھون مین سب کچھ کرتا ہے
وغیرہ لیکن وہی ایک روح یہ سب کچھ کرتی ہے پر جیسا چاہتی ہر ایک کو بانٹتی ہے
(۱ قرنتیون ۱۲: ۳-۱۱) ان آیتون مین خیال رکھا جاوے کہ لفظ روح۔ خداوند
اور خدا ایک ہی حیثیت مین آئے ہین۔ پولوس کے بیان سے بھی وہی بات ظاہر ہے
خدا کا ایماندارو مین ہونا روح کی تاثیرون کا نمایان ہونا ہے نہ کہ لوگونکو خدا بنانا

ہے اور نہ مسیح نے یہ یگانگت شاگردون کے لئے اسلئے مانگی کہ وہ خدا بن جاوین لیکن صاف ظاہر ہے کہ انکے پاک ہونے (یوحنا ۱۷: ۱۹) اور ایمان اور محبت مین ایک ہونے (آیت ۲۰ و ۲۱) اور اوس یگانگت سے روحانیت مین کامل ہونے (آیت ۲۳) کے لئے دعا مانگی گئی تھی اور یہ سب سامان اسلئے ہے کہ جہان مین ہون میرے ساتھ ہوئین تاکہ وے میرے جلال کو جو تونے مجھے بخشا ہے دیکھین۔ (آیت ۲۴) جلال بخشے جانے وغیرہ کی نسبت القاب مسیح کی تنقیح کا جو امر اول مین کیگئی ہے خیال رکھا جاوے مسیح کی درخواست کے جواب کے لئے دیکھو اعمال ۲: ۱-۴- ۱ قرنتیون ۲: ۴ تسلونیقیون ۱: ۵ رومیون ۱۵: ۱۳-

(۳) تیسری قسم یگانگت وہ ہے جو خدا اور مسیح یسوع مین ہے۔ ہر دو قسم یگانگت مذکورہ سے یہ بالکل متفرق ہے۔ اولاً مسیح کی بابت یہ بیان پایا جاتا ہے کہ جسطرح خدا ایمانداروں مین رہتا ہے اسیطرح مسیح بھی انمین رہتا ہے چنانچہ مسیح خود بھی کہتا ہے "مین اونمین اور تو مجھ مین" یوحنا ۱۷: ۲۳- اور پولوس رسول ۲ قرنتیون ۱۳: ۵- مین کہتا ہے کہ "کیا تم آپکو نہین جانتے کہ یسوع مسیح تم مین ہے" یاد رہے کہ مسیح بظاہر اور حقیقت مین ایک محدود جسمانی وجود تھا اسلئے تمین وہ کسطرح سے اوروں مین رہسکتا تھا یا رہسکتا ہے جبکہ سیکڑون برس اسکو اس دنیا سے وداع ہوئے گذر گئے ہین؟ پھر رومیون ۸: ۹ مین ہے۔ "پر تم جسمانی نہین بلکہ روحانی ہو بشرطیکہ خدا کی روح تم مین بستی ہے پر جسمین مسیح کی روح نہین وہ اوسکا نہین" یہان جیسا کہ خدا کی روح ویسا ہی مسیح کی روح کا ایماندارونمین بسنا بیان کیا گیا ہے۔

اسکے ساتھ ایک اور بات یہ ہے کہ مثل خدا کے مسیح بھی روح کو بھیجنے والا بیان کیا گیا ہے یوحنا ۱۴: ۲۶۔ لیکن وہ تسلی دینے والا جو روح القدس ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا" بمقابلہ ۱۵: ۲۶۔" پر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے مین تمھارے لئے باپ کیطرف سے بھیجونگا یعنے روح حق جو باپ سے نکلتی ہے" الخ ان بیانون سے ظاہر ہے کہ خدا اور مسیح مین بے مثل یگانگت ہے حتی کہ مسیح وہی کام کرنے کا دعوے کرتا اور کرسکتا ہے اور وہ بھی ویسی ہی قدرت اور وسعت کے ساتھ جیسا خدا کرسکتا ہے۔ ثانیاً۔ یوحنا رسول کہتا ہے کہ "خدا کو کسی نے کبھی نہین دیکھا" اور چونکہ اوسکے ساتھ یگانگت ہونی ضرور ہے اسلئے خدا نے اپنی روح کے وسیلے نیا جنم دینے کا بندوبست کیا ہے تاکہ اسطور سے خدا کو دیکھ سکین۔ مگر مسیح کہتا ہے کہ "اگر تم مجھے جانتے تو میرے باپ کو بھی جانتے اور اب سے تم اوسے جانتے ہو اور اوسے دیکھا ہے"۔۔۔۔ جسنے مجھے دیکھا ہے اوسنے باپ کو دیکھا ہے کیا تو یقین نہین کرتا کہ مین باپ مین ہون اور باپ مجھ مین ہے یوحنا ۱۴: ۷و۹۔ فیلبوس سے گفتگو کرتے ہوئے تین بار مسیح نے یہ بات بیان کی اس سے ظاہر ہے کہ خدا اور مسیح مین ذاتی یگانگت تھی ورنہ مسیح یہ کہتا کہ جسنے مجھے دیکھا اوسنے خدا کو دیکھا ہے۔ موسی جسکو جلوہ الہی کا دیدار ہوا اور اوسکا چہرہ بھی روشن ہوگیا یہ نہ کہہ سکا کہ۔ اب سے جسنے مجھے دیکھا اوسنے خدا کو دیکھا ہے مسیح اور خدا کی یگانگت مین ضرور کچھ نرالا بھید ہے ورنہ اوسکی بابت یہ نہ کہا جاتا کہ "خدا کو کسی نے کبھی نہ دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود مین ہے اوسی نے بتلا دیا" یوحنا ۱: ۱۸ ہان مسیح اور خدا مین ہم ذات ہونے کا بھید ہے ورنہ مسیح سب نبیون اور پیغمبرون کو

خدا کی نسبت عدم محرمی مین قرار نہ دینا۔ یہ کہکر کہ "کوئی بیٹے کو نہین جانتا مگر باپ
اور کوئی باپ کو نہین جانتا مگر بیٹا۔ اور وہ جسپر بیٹا اُسے ظاہر کیا چاہے"۔ (متی ۱۱: ۲۷)
اور جو کچھ بیٹے نے باپ کو لوگون پر ظاہر کیا اسکا یوحنا ۱۴: ۷ و ۹۔ سے ابھی حوالہ دیا
گیا ہے کہ جسنے مجھے دیکھا اُسنے باپ کو دیکھا ہے کیونکہ مین اور باپ ایک ہین۔
نہ صرف قبضہ داری مین جیسا اکبر مسیح صاحب نے گمان کیا ہے۔ بلکہ قدرت مین۔
ایمانداروں کو پاک روح دینے مین۔ اور اپنی الٰہی روح سے انمین بسنے مین۔
اور ذات الٰہی کے محرم ہونے مین خدا اور مسیح ایک ہین:۔ اسلیے مین بھائی اکبر مسیح
کے معنی نہین مان سکتا۔ اور اس قول سے کہ "مین اور باپ ایک ہین"۔ "باپ
مجھ مین رہتا ہے۔" مسیح نے اپنے مین خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ دیگر لوگون و "الا محال
عقل" خیال رہنے دین۔ کیونکہ اس بحث مین اسکا کچھ تعلق نہین۔ اور دوسری سوائے
مسیح کے ابتک کوئی عقل ایسی نہین ہوئی جسنے الوہیت کا تجربہ کیا ہو۔

کلمہ۔ یہ ایک اور لفظ ہے جو مسیح کی الوہیت کو ادا کرنیکے لیے اختیار کیا گیا ہے۔ یعنی
مسیح مین جو الوہیت تھی اُسکا نام کلمہ رکھا گیا ہے۔ یہودیون کی ترگم سے معلوم ہوتا ہے کہ
پہلی صدی عیسوی کے زمانہ مین ان لوگون مین یہ رواج ہو گیا تھا کہ۔ خدا کو لفظ خدا کر
بولنے کی بجاے کلمہ۔ اور جلال۔ اور شخینہ۔ سے بیان کرتے تھے:۔ مثلاً پیدا ۳: ۸
مین خداوند کی آواز سنی گئی کے بجاے کلمہ کی آواز سنی گئی۔ ۱۷: ۲۲ مین خدا
اسکے پاس سے اوپر گیا کے بجاے۔ خدا کا جلال اوپر گیا۔ ۲۱: ۲۰ مین خدا اس لڑکے
کے ساتھ تھا کے بجاے۔ کلمہ خدا اُس لڑکے کی مدد کرتا تھا:۔ پھر جہان کہین عہد عتیق مین

یہوداہ یا فرشتہ یہوواہ کہا ہے مثلاً قاضیون ۶: ۱۱ ترجمان تاگوم کی بجائے میمرہ یعنی کلمہ۔ یا شخینہ استعمال کرتے ہیں۔

اب مسیح مین وجہ استحقاق اس خطاب کی بجز الوہیت مسیح کے اور کوئی نظر نہیں آتی: اسکے ساتھ یہ بھی جاننا چاہیے کہ یوحنا رسول نے اپنی انجیل خاصکر اُن بدعتیون کے برخلاف لکھی۔ جو مسیح کی الوہیت کا انکار کرتے تھے۔ اور کبھی اسکی حقیقی انسانیت کا بھی: ایبی ان اور سرن تھس انہین مشہور تھے۔ اور ایبی ان کے پیرو اسی فرقے کی ایک شاخ تھے۔ یا اُسی قسم کے خیال کا ایک فرقہ تھا۔ جو نصرانی کہلاتا تھا۔ اور جسکا بابِ حصّہ تحریر ہذا مین ذکر ہوا: جیروم لکھتا ہے کہ "جب یوحنا ایشیا مین تھا جہان اُسوقت ایبی ان اور سرن تھس کی بدعتین اُٹھی تھین۔ جو انکار کرتی تھین کہ مسیح جسم مین آیا یعنی اسکی الہی ذات کا انکار کرتی تھین جنکو وہ اپنے خطون مین مسیح کا مخالف کہتا ہے... تو ایشیا کے قریباً سارے بشپون نے اسکو مجبور کیا۔ کہ ہمارے نجات دہندہ الوہیت کی بابت زیادہ صفائی سے لکھے" (الجوس تیبن۔ جلد ۳۔ چوتھا حصّہ۔ باب ۱۴) یہ بیان بیرونی ثبوت ہین کہ کلمہ کا خطاب مسیح کو الوہیت کے سبب سے دیا گیا۔

پھر یوحنا رسول نے خود جس غرض سے یہ خطاب مسیح پر استعمال کیا ہے۔ وہ آپ ہی صاف صاف تبلاتا ہے۔ یعنی:۔

کلام خدا تھا۔ عہد عتیق مین ذات الہی نادیدہ کی حالت ظاہر کو خدا اور جلال کہا گیا ہے۔ اور تارگم مین اُسکو شخینہ اور کلمہ کہا گیا ہے اور انجیل مین بھی جلال خدا اور کلمہ کہا گیا ہے۔ (عبرانیون ۱: ۳۔ یوحنا ۱: ۱) اور جو کچھ اصل مین وہ جلال یا کلمہ خدا ہی ہے اسلئے اسکو خدا کہا گیا۔

اس فقرے مین لفظ خدا اور کلام پر صرف ونحو کی روسے بہی کلام کہا گیا ہے بعضون نے
ان لفظون کو صفت موصوف اور بعضون نے مضاف اور مضاف الیہ بیان کیا ہے۔
لیکن یونانی کے مطابق ان لفظونکو مبتدا اور خبر جاننا صحیح ہے۔ یعنی کلام مبتدا۔ اور خدا
اسکی خبر ہے۔

مسٹر اکبر مسیح صاحب نے بھی اس کلمہ مین سے خدائی اڑانے کے لیے یونانی صرف ونحو
کی روسے بحث کی ہے۔ اور یون لکھتے ہین کہ "ہمارے ترجمون مین اصل یونانی کی
رعایت نہین ہوسکتی اُنکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ۔ جو لفظ خدا کے لیے آیا وہی کلام کے
لئے آیا۔ حالانکہ دونون جگہہ ایک ہی لفظ نہین ہے۔ کلام کو صرف θεος
(رتھے آس) کہا ہے اور خدا کو ο θεος پہلا لفظ عام ہے۔ اور اسکے معنی
ایک خدا بھی ہین۔: اس لفظ کا استعمال سوائے خدا کے دوسرون کے لیے بھی
ہوتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر فریڈرک شلیوسز لغت عہد جدید مین نسطیر فرماتے ہین کہ۔
مجازا θεοι کے معنی ہین۔ وہ جو باختیار وبحکم خدا عمل کرتا ہے وہ جو زمین پر
خدا کا نایب ہے۔ اسطرح حاکمون اور قاضیون کو خدا کہا ہے۔ یوحنا ۱۰: ۳۴ :
۳۵ :: برخلاف اسکے ο θεος یعنی خدا معہ حرف تعریف کے خاص ہے
اور سوائے باپ کے کبھی دوسرے کے لیے مستعمل نہین ہوسکتا۔ کلام جسکے ساتھ تھا
اسکو دونون جگہہ ο λογος کہا مگر کلام کو صرف θεος کہا محض بلاوجہ اور
بلا ارادہ ایسا بھاری امتیاز الفاظ مقدس رسول نہین فرماتے۔" (باب پنجم صفحہ ۱۳)
اور پھر صفحہ ۹۸ دیباچہ پر یہ لکھتے ہین کہ اس آیت مین کہ انسان ہوکر اپنے تئین خدا بناتا ہے۔

(یوحنا ۱: ۱ و ۲) جس لفظ کا ترجمہ خدا کر دیا ہے وہ θεος ہے مجرد یہ لفظ خدا کے معنی نہین دیتا۔ بلکہ عام ایک الہ ہین۔ گو کہ خاص صورتون مین یہ لفظ خدا کے لیئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ مگر اصل لفظ خدا اس لفظ کے ماقبل ایک آرٹیکل یعنی حرف تعریف شل ὁ لگانے سے بنتا ہے جیسے ὁ θεος۔ جب یہ حرف لگایا تو بجز خدا کے کوئی دوسری ہستی اس سے مفہوم نہین ہو سکتی۔" پس ظاہر ہوا کہ کلام کو خدا سے مراد کسی حقیقی معنی مین خدا نہین کہا ہے بلکہ مجازاً خدا کا لقب اسکو دیا ہے۔

اگر مسیح صاحب کی اس تحریر کو مین ہرگز قبول نہین کر سکتا چنانچہ انکا کہنا کہ لفظ θεος جب بغیر حرف تعریف کے ہو تو اصل خدا کے معنی نہین دیتا۔ اور صرف کوئی مخلوق باختیار خدا مفہوم ہوتا ہے۔ مین رد کرتا ہون۔ اور دوسرے یہ کہ جب خدا مع حرف تعریف کے آتا ہے۔ جیسے ὁ θεος تو اس سے فقط اصلی خدا ہی مفہوم ہوتا ہے یہ بھی درست نہین ہے۔

اولاً پہلی بات کی نسبت معلوم کرنا چاہیے کہ بعض حالتون مین لفظ خدا بغیر حرف تعریف کے کیون لکھا جاتا ہے جیسے یوحنا ۱: ۱ اور ۱: ۲ مین ہے۔ یونانی زبان کا

قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک اسم دوسرے کی خبر ہے تو آرٹیکل یعنی حرف تعریف مبتدا پر لگایا جاتا اور خبر پر متروک کیا جاتا ہے۔ جیسے [illegible] یعنی دن رات ہو گیا۔ (ڈاکٹر ڈبلیو ان صاحب کی یونانی گرامر دفعہ ۱۱۹) اب اس فقرہ مین کلام خدا تھا۔ کلام مبتدا ہے۔ اور اسکے پہلے حرف تعریف لگا ہے۔ جیسے [illegible] اور چونکہ لفظ خدا اسکی خبر ہے اسلیے اسکے ماقبل آرٹیکل متروک ہے۔ [illegible] یہی حال

۱۰: ۳۳ مین ہے - دونون مقامون مین لفظ θεος اگرچہ بغیر حرف تعریف کے ہے - مگر اصلی خدا کے معنی رکھتا ہے - کیونکہ آرٹیکل صرف بہ سبب قاعدہ مذکورہ کے متروک ہے - اور بھی دیکھو عبرانیون ۸: ۱۰ - και εσομαι αυτοις εις θεον یعنی اور مین اُنکا خدا ہونگا - یہان بھی اسی سبب سے θεος کے پہلے آرٹیکل متروک ہے مگر پھر بھی لفظ مین اور خدا اُسی اصلی خدا کی بابت ہین - پس اس فقرہ مین کہ - کلام خدا تھا لفظ خدا اصلی خدا کے معنی قایم رکھتا ہے - اور سولون سنے بہ وجہہ مذکورہ یہ امتیاز رکھا ہے - نہ بلحاظ اس بات کے کہ کلام کو کوئی مجازی خدا ٹھہراوے -

ثانیاً یہ کہنا کہ جب لفظ خدا حرف تعریف کے ساتھ آتا ہے تب اُس سے بجز خدا کے کوئی دوسری ہستی مفہوم نہین ہوسکتی قاعدہ کلیہ نہین ہے - دیکھو ۲ قرنتیون ۴: ۴ مین شیطان کو اس جہان کا خدا کہا ہے - اور لفظ خدا حرف تعریف کے ساتھ آیا ہے - تو کیا شیطان کو اصلی خدا ٹھہرایا گیا ہے؟ -

ο θεος του αιωνος τουτου یعنی اس جہان کے خدا نے -

پھر اعمال ۱۴: ۱۱ مین بت پرستون کے دیوتون پر لفظ خدا بہ صیغہ جمع بولا گیا ہے اور حرف تعریف اسکے ماقبل ہے کہ οι θεοι ομοιωθεντες ανθρωποις κατεβησαν προς ημας یعنی دیوتے آدمیون کے بھیس مین :: بموجب بحث اکبر مسیح صاحب کے رسولون کا لفظ θεος کو ان مقامون مین حرف تعریف کے ساتھ لکھنے کا ارادہ کیا یہ تھا کہ شیطان اور اُن دیوتون کو اصلی خدا ٹھہراوین ؟ میرے نزدیک اکبر

مسیح صاحب کی بحث بالکل غلط ہو۔ اور اب ثابت ہے کہ حرف تعریف کے متروک ہونے سے کلمہ مجازی خدا نہین۔ لیکن حقیقی خدا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ رسول نے اس الوہیت کو جو مسیح مین تھی لفظ کلام سے بیان کیا کلام اور خدا یکسان ازلی اور ہم ذات ہین۔

خدا۔ یہ ایک اور لفظ ہے جو مسیح کی الوہیت کے لحاظ سے مسیح پر بولا گیا ہے۔ جیسا تھامس کی مثال ہین ظاہر ہوا۔ اور اور کئی جگہ سے اصلی معنون مین مسیح پر بولا گیا ہے۔ مگر اکبر مسیح صاحب نے بیان کیا ہے۔ کہ یہ لفظ مسیح پر اُس معنی پر بولا گیا۔ جس مین اور انسانون وغیرہ پر بولا گیا ہے اور اس لیے اسکی الوہیت کی دلیل نہین ہو سکتا:. چنانچہ لکھتے ہین کہ "یونانی لوگ بغیر آرٹیکل کے اس لفظ کو خاص خاص انسانون کے لیے بھی استعمال کرتے تھے ہر انسان کو جسے وہ بزرگ بالطور دیوتا۔ یا مہاتما کے مانتے تھے کہ وہ ع ثا کہتے تھے"...... "وہ لفظ خدا اس معنی مین اکثر جگہون مین اکثر بیبل ہین استعمال ہوا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ مین نے موسیٰ کو فرعون کے لئے خدا سا بنایا (خروج ۷/۱) مین نے کہا کہ تم الہ یا خدا ہو۔ اور تم سب حق تعالے کی فرزند ہو:. (زبور ۸۲/۶) ہر چند افلاک اور زمین مین بہت ہین جو خدا کہلاتے ہین وغیرہ (اکرنتون ۸/۵) یہودیون نے اسی معنی مین کہا کہ تو انسان ہو کر آپکو خدا بناتا ہے:. (صفحہ ۴۰۔ ۴۳۔ ۴۴۔ باب چہارم)

ارٹیکل کی صحیح بحث سے معلوم ہوا کہ۔ اکبر مسیح صاحب کا نتیجہ درست نہین ہے اور بتلایا گیا کہ بعض حالتون مین آرٹیکل کیون لفظ خدا کے پہلے متروک کیا گیا۔

اور خصوصاً اس فقرے مین کہ ”انسان ہو کر اپنے تئین خدا بناتا ہے“۔ جہان لفظ خدا بغیر آرٹیکل کے اپنے اصلی معنی قایم رکھتا ہے:. دوسرے اگرچہ یہودیون نے اور باتون کی نسبت بھی کہا تھا۔ کہ یہ کفر بولتا ہے تاہم یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اس آیت مین کفر سے مراد خدا کے حق مین کفر سے ہے۔ نہ کہ کسی دیوتا یا مہاتما کی حق تلفی کے خیال سے یہودیون نے یہ الزام کفر لگایا تھا۔ جیسا اکبر مسیح صاحب کہتے ہین۔ تیسرے سوچو کہ یوحنا ۱۰: ۳۳ مین یہودیون نے لفظ خدا کو دیوتا یا مہاتما والے معنون مین استعمال کیا۔ اسلئے کہ اسکے ماقبل آرٹیکل نہین ہے۔ مگر یہی الزام یہودیون نے اسوقت لگایا تھا۔ جب مسیح نے کہا کہ ”میرا باپ ابتک کام کرتا ہے اور مین کرتا ہون“۔ (یوحنا ۵: ۱۷) اسپر یہودیون نے یہ کہا کہ ”خدا کو اپنا باپ کہہ کے اپنے تئین خدا کے برابر کیا۔“ (آیت ۱۸) یہان خدا سے کون مراد ہے؟ مسیح نے کسکو باپ کہا۔ اور یہودیون نے جو اس باپ کو خدا قرار دیا تو کس خدا سے انکی مراد تھی؟ کیا ابراہام یا داؤد سے؟ ایسی تعبیر کرنا بالکل ناجایز ہو اور یہ بھی خیال رہے کہ۔ اس آیت مین دو دفعہ لفظ θεος آیا ہے اور آرٹیکل اس سے پہلے ہے:.

θεος   τον θεον - سو اکبر مسیح صاحب کی تعبیر نہین چلتی:. چاہیے تھا کہ اصل یونانی کا واجبی طور سے خود بھی ملاحظہ کرتے۔ اور صرف کسی کی کہنے پر اصلاح نہ لکھتے۔ غرضکہ یوحنا ۱۰: ۳۳ مین لفظ خدا عام معنی مین استعمال نہین ہوا ہے۔ بلکہ اصلی معنی مین ہوا ہے۔ بہتر ہے کہ۔ آپ آرٹیکل کی نسبت اپنا پرورده خیال

چھوڑدین
اب استعمال لفظ خدا کی بابت - جو کہا جاتا ہے کہ - یہ عام معنی دیتا ہے - اور خاص خاص انسانون یا دیوتون کے لیے بولا جاتا ہے - تو کسطرح معلوم ہو سکے کہ فلان موقعہ پر دیوتا یا شیطان - یا کسی بزرگ انسان یا خدا کے لیے بولا گیا ہے - ہمنے معلوم کیا کہ آرٹیکل کوئی ہادی نہین ہے :. پس کیونکر تمیز ہو سکے کہ الوہیم عبرانی مین - کیوری اس اور تھے آس یونانی مین فلان مقام مین فلان شخص پر بولا گیا ہے - اسی حالت مین موقع استعمال کو نگاہ رکھنا چاہیئے - کلام اللہ مین جب یہ الفاظ سوائے خداوند تعالی کے اورون بولے گئے ہین - تو ساتھ ہی اور الفاظ سے محدود یا موصوف ہین - جنسے معلوم ہو سکتا ہے کہ یا کسی بزرگ انسان سے یا دیوتا یا شیطان سے مراد ہے

حاشیہ - یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ خدا کے علاوہ اورون پر - یہ لفظ کیون بولے جاتے ہین - خدا پر استعمال کیئے جانے سے پہلے یہ الفاظ لوگون کے درمیان انسانون اور دیوتون پر بولے جاتے تھے - اور اظہار قدرت و اختیار کے لیے خدائے برحق پر بھی اختیار کیے گئے - پروفیسر میکس ملر صاحب کہتے ہین کہ شامی قومون کے باپ دادون مین خدا کے سب سے قدیم نامون مین سے ایک ایل تھا - اسکے معنی قوی - مضبوط ہین - بابل کے کتبون مین اکثر کے آیا ہے - اور لفظ بابل مین بھی یہی ہے - بمعنی دروازہ یا مسند ایل کا - عبرانی مین یہ اپنے عام یعنی

جب بتون کو الٰہ کہا ہے تو ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ۔ جو آدمیون کے ہاتھون سے بنے ہین۔ لکڑی اور پتھر کے جو نہ دیکھتے نہ سنتے نہ کہاتے نہ سونگھتے ہین۔ استثنا ۴: ۲۸۔ پھر جو کوئی فقط خداوند کے سوا کسی الہ کے لیے قربانی کرے وہ عذاب سے مار ڈالا جاوے خروج ۲۲: ۲۰۔ اور جب حاکمون کو الٰہ کہا ہے تو ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ تم بشر کیطرح مروگے۔ زبور ۸۲: ۶و۷۔ جب موسیٰ کو

قوی یا بہادر کے معنون مین خدا کے لئے بھی آیا ہے جیسے بیت ایل لعزبتیرے اور نامون مین بھی۔ اگر حرف تعریف کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے (ہا۔ ایل یعنی وہ قادر) تو عہد عتیق مین ہمیشہ یہوداہ خدائے برحق سے مراد ہے عربی نامون مین بھی ایل کا سراغ نکالا گیا ہے۔ گو ایل کو ایک الٰہ جاننا عربون مین بہت قدیم وقتون سے فراموش ہو گیا تھا۔ . . . الوآہ اور عربی اللہ ایک ہی لفظ ہے صیغہ واحد مین الوآہ جیل مین یکسان معنی رکھتا ہے صیغہ جمع مین مراد عموماً الہون یا جھوٹے الہون سے ہو سکتی ہے۔ تاہم عہد عتیق مین یہ لفظ خدائے برحق کا مسلم نام ہو گیا ہے۔ جو جمع کی صورت مین واحد کے معنی دیتا ہے۔ اور عربی مین الہ بغیر حرف تعریف کے کسی الہ یا دیوتا کے معنی دیتا ہے۔ اور حرف تعریف کے ساتھ یعنی آل۔ الہ یا اللہ محمد کے خدا کا نام ہو جاتا ہے (اسامیس آف ریلجن لکچرز) عہد عتیق مین الوہیم کے مختلف استعمال کی یہ کیفیت ہے۔
یاد رہے کہ جب الوہیم اور کیوری اس خدا یا مسیح یا کسی اور پر بولے جاتے ہین تو انہین مالک اور صاحب اختیار کے معنی قایم رہتے ہین۔

کو خدا کہا تو یوں کہا ہے کہ۔ میں نے تجھے فرعون کے لئے خدا سا بنایا۔ اب اگر مسیح کو
خدا۔ اور خداوند کہنے کے ساتھ ایسی قیود لازمی ہیں ہم ما ن لینگے۔ کہ انجیل
میں مسیح کو جو خدا۔ اور خداوند کہا گیا ہے۔ اسکی الوہیت کے لحاظ سے نہیں
ہے ؛. مگر ایسا نہیں ہے .: بلکہ خدا کے اصلی معنی میں مسیح کو خدا کہا گیا ہے۔
چنانچہ جب کہا کہ۔ کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا (لفظ خدا پہ صحیح بحث
پیش ہو چکی) تو ساتھ ہی صفت خالقی بھی کلام کو منسوب کی گئی ہے۔ اور سب
چیزیں اُس سے موجود ہوئیں "۔ پھر بیٹے کی بابت کہتا ہے کہ۔ اے خدا تیرا تخت
ابدلک ہے" .: یہ نبیوں اور حاکموں کو الٰہ کہنے والی طرز نہیں ہے .: دیکھو
عبرانیوں ۱ : ۸ ۔ بمقابلہ زبور ۴۵ : ۶ و ۷ پھر یہ کہا گیا ہے کہ "جسم کی نسبت مسیح
بھی انہیں میں سے ہوا جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے" (رومیوں ۹ : ۵)
یہ عالمگیر اور ابدیت سوائے خدا تعالٰی کے اور کسی کو منسوب نہیں کی جاتی۔
پھر یہ کہ۔ الوہیت کا سارا کمال اسمیں مجسم ہو رہا" .: (کلسی ۲ : ۹) یہ الوہیت
جو اسمیں مجسم ہوئی وہی بات ہے۔ جسکو یوحنا رسول لکھتا ہے کہ "کلام مجسم ہوا" .:
پھر جب رسول بتوں کی نسبت لکھتا ہے کہ "بت کچھ چیز نہیں کیونکہ ہر چند
افلاک و زمین بہت ہیں جو خدا کہلاتے (چنانچہ بہتیرے خدا اور بہتیرے خداوند
ہیں) لیکن ہمارا خدا ایک ہے۔ جو باپ ہے۔ جس سے ساری چیزیں ہوئیں
اور ہم اُسی کے لئے ہیں" .: (۱ قرنتھیوں ۸ : ۴-۶) تو مسیح کو اُن خداوندوں میں
سے علیحدہ کر کے کہتا ہے کہ۔ "ایک خداوند ہے جو یسوع مسیح ہے جسکے

سبب سے ساری چیزین ہوئین اور ہم اُسکے وسیلے سے ہین۔" اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح کو خداوند کہنے سے رسول اسکو خداوندی مین خدا سے واحد کے ساتھ ایک ٹھہراتا ہے۔ اور مثل خدا کے اسکو ساری چیزون کا سبب بتلاتا ہے پس مسیح کو خدا۔ اور خداوند کہنا خصوصیت رکھتا ہے۔ اور جو کسی اور مخلوق مین پائی نہین جاتی۔ یعنی مسیح مین الوہیت کے لحاظ سے اسکو خدا۔ اور خداوند کہا گیا ہے۔ ورنہ بظاہر تو وہ مثل اورون کے ایک انسان ہی تھا۔ پس لفظ خدا کے استعمال کے موقعے خود ہی ظاہر کرتے ہین کہ۔ یہ لفظ فلان جگہ فلان معنی دیتا ہے۔

ان مقامات پر جو صریحاً مسیح مین خدائی کی وجہ ہی سے اُسکو خدا بیان کرتے ہین۔ اکبر مسیح صاحب نے طرح بطرح تاویلین کی ہین۔ لیکن ترجمون مین ترمیم اور کمین مفسرون کی رائے پیش کرتے ہین۔ پانچوین باب مین انکی ساری محنت اسی قسم کی ہے۔ اور بہتیری آیات جو الوہیت سے نسبت نہین رکھتی ہین۔ آپ نے پیش کر کے آپ ہی آپ بحث کی ہے۔ اسواسطے مین اُون کا ذکر نہین کرون گا۔

(۱) اس آیت پر کہ جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے۔ (رومیون ۹: ۵) اسکے تین ترجمے صفحہ ۹۹ پر لکھے ہین وہ ریوائزڈ ورشن کے حاشیہ پر سے گئے ہین اور اکبر مسیح صاحب ریوائزڈ ورشن اور اپنے انگریزی ترجمہ کو پسند نہین کرتے ہین۔ کیونکہ وہ اس جملہ کو مسیح سے منسوب کرتے ہین" اور حاشیہ والے ترجمون کو

پسند کرتے ہین۔
کیونکہ وہ اس جملہ کو مسیح سے علیحدہ کرتے۔ اور صرف باپ کی حمد قرار دیتے ہین۔ (جہان باپ کا کچھ بھی ذکر نہین) یعنی وہ جو سب کے اوپر خدا ہے ہمیشہ مبارک ہو۔ آمین۔" اور پھر کہتے ہین کہ "ہر شخص کو اختیار ہے کہ ان متعدد ترجمون مین سے جسے چاہے قبول کرے کوئی نہین کہہ سکتا کہ ان مین سے کوئی ترجمہ بھی ازروے قواعد زبان یونانی غلط ہے :. ہم کوئی نیا ترجمہ اپنا ساختہ نہین پیش کرتے ہین بلکہ انھین ترجمون مین سے ایک بہترین ترجمہ کو قبول کرتے ہین۔
میرے نزدیک وہ ترجمہ جنکو آپ قبول کرتے ہین قواعد یونانی کی رو سے صحیح نہین ٹھہر سکتے :. پنکچوایشن والا اختلاف گریسباخ نے اپنی طبع یونانی انجیل کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ اور ریوایزڈ ورشن والون نے اسکو اطلاعاً یا مصلحتاً حاشیہ پر لکھا ہے :. لیکن دراصل وہ سب فرضی ترجمے ہین :. کیونکہ اولاً انجیل مین حمد یہ جملے جنمین لفظ ευλογητος یعنی مبارک یا ستائش کے لایق آیا ہے ہمیشہ شروع جملے مین آتا ہے اور ہر حال مین لفظ θεος سے پہلے لکھا جاتا ہے۔ چند مثالین اسکی یہ ہین۔
یوحنا ۱۲: ۱۳۔ مبارک وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے اسرائیل کا بادشاہ
لوقا ۲: ۲۸۔ اور خدا کی تعریف کرکے کہا۔
۲ قرنتیون ۱: ۳۔ مبارک ہے وہ خدا وغیرہ۔
افسیون ۱: ۳ مبارک ہے خدا۔ اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کا باپ وغیرہ

اپطرس ۱: ۳ - مبارک ہو خدا - اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کا باپ وغیرہ -
ان سب مقاموں مین لفظ [illegible] اپنے موصوف سے پہلے لکھا گیا ہی

جیسے :-

[illegible] - اور وہ موصوف ہمیشہ حرف تعریف کے ساتھ
آیا ہے :. سو حمدیہ فقروں کا یہ طرز ہے - لیکن رومیوں ۱: ۲۵ - اور ۹: ۵ - اور قرنتیوں ۲ ۱۱: ۳۱
مین یہ طرز بالکل نہین ہے - کیونکہ یہ حمدیہ جملے نہین ہین لیکن ایک حقیقت کو جیسی
کہ وہ ہے بیان کیا ہے - یعنی خدا جو ہمیشہ مبارک ہے - ان تینوں مقاموں مین
لفظ [illegible] کی یہ کیفیت ہے - کہ اپنے موصوف کے بعد لکھا گیا ہی
اگر حمدیہ جملے ہوتے تو وہ طرز ہوتی جو رسولوں نے مقامات مسطورۂ بالا مین رکھی ہی
تاہم - یہ پنکچوایشن والا بندوبست بالکل فرضی بات اور ایک بناوٹ ہے - جو
رومیوں ۱: ۲۵ - اور ۲ قرنتیوں ۱۱: ۳۱ سے ناجایز ٹھہرتا ہے اور تعجب ہی کہ ان
دو مقاموں مین اس جملہ کو جو ہمیشہ ستایش کے لایق ہی پنکچوایشن لگا کر ان مترجموں نے پارہ پارہ کیون
نہ کر دیا اور ۹: ۵ مین پنکچوایشن کی سوجھ آئی ؟ اسلیے کہ موخر الذکر آیت کی رو سے مسیح خدا نہ ثابت ہو جاوے

۱: ۲۵ - اور ۹: ۵ مین صرف اتنا فرق ہے کہ ۱: ۲۵ والے جملہ مین لفظ خدا مکرر
نہین آیا ہے - ضرورت نہ تھی - لیکن حرف جو کے پہلے لفظ خدا آچکا ہے جسکی طرف
جو نسبت رکھتا ہے :. اور ۹: ۵ والے جملہ مین لفظ خدا آیا ہے - اور یہیہ اسم
اشارہ جو کی خبر ہے - اور جو کا ماقبل مسیح ہے :. رسول اسرائیلی خاندان کی فضیلت
بیان کرتا ہے - حتی کہ مسیح جسم کی نسبت اسی مین سے ہوا جسکی بڑی فضیلت اثبات

ہیں یہ ہے کہ وہ سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہو: اور مثال یہ کہ لفظ جسم کی نسبت مسیح میں
انہیں میں سے ہوا خود ہی دلالت کرتا ہے کہ اسکی نسبت کسی اور کے ساتھ بھی ہے۔
اور وہ نسبت یہ ہے کہ سب کے اوپر ہے خدا ہمیشہ مبارک۔

اس کیفیت سے معلوم ہو گیا کہ اس جملہ کو جملہ حمدیہ کہنا درست نہیں ہے۔ اور
اس جملہ کو باقی فقرے سے جدا کر کے ایک نیا فقرہ بنانا بھی ناجائز ہے۔

۴ ملا اکبر مسیح صاحب نے چار ترجمے پیش کیے ہیں۔ اور اُن میں سے ۲ ان
دو کو پسند کرتے ہیں۔ جو اس جملے کو باقی جملے سے علیحدہ کر کے خدا کی حمد ٹھہراتے
اور وہ یہ ہیں (۲) انہیں میں کا مسیح ہے۔ اور جسم وہ سب کے اوپر خدا ہی ہمیشہ مبارک کہتا ہے
نہ (۴) وہ جو سب کے اوپر ہے خدا ہی ہمیشہ مبارک۔ ناظرین کو خیال رہے کہ یہ ترجمہ کرنے کے لئے ایک
فعل ناقص داخل کرنا ضرور ہے۔ حالانکہ اصل عبارت جس طرح ہے اس میں ایک ہی
فعل ناقص ہے اور عبارت اصلی کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ تم انہیں میں کا مسیح ہے اور وہ
جسم وہ جو ہے سب کے اوپر خدا مبارک ہمیشہ۔

۵ ملا اکبر مسیح صاحب نے دو اور باتیں پسندیدہ ترجموں کی تائید میں پیش کی ہیں۔
(۱) یہ خطاب سب کے اوپر خدا ہمیشہ مبارک مقدس پولوس نے کسی ایک جگہ بھی
مسیح کے حق میں استعمال نہیں کیا حالانکہ خدا باپ کو اس قسم کا خطاب مبارک اور اکیلا
مالک کہا ہے (۱ تمطاؤس ۶: ۱۵)۔ (۲) آپ کی دوسری بات کی پہلی جز وہی
اسی قسم کی ہے۔ اور یہ حوالہ دیا ہے۔ ایک خدا جو سب کا باپ اور سب کے اوپر
(افسیوں ۴: ۶)۔

ح ہو کہ ۲ تمطاؤس ۲ : ۱۵ امین لفظ مبارک کیواسطے یونانی مین ευλογητος
نہی ہے ۔ لیکن :۔ ευλογημενος لکھا ہے ۔ خیر کچھ مضایقہ نہین ۔ یہ ثابت ہوا
کہ یہ خطاب سب کے اوپر خدا ہمیشہ مبارک ہے پولوس نے مسیح کی شان
کے لیے استعمال کیا ہے

یہ کوئی دلیل نہین ہے کہ ۔ چونکہ اور جگہہ یہ استعمال نہین کیا اسلیے روم ۹ : ۵ مین بھی نہین
کیا ہے ۔ یہ موقع ہے مسیح کی شان بیان کرنے کا تھا ۔ جیسا روم ۱ : ۲۵ ۔ اور ۲ قر
۱۱ : ۳۱ مین خدا باپ کی شان کا موقع ہوا ۔ اور پھر حمد کے کلمے جیسے خدا کے حق مین
کہے گئے ہین ۲ تمطاؤس ۴ : ۱۸ ۔ "اسکا جلال ابد تک ہووے ۔ آمین" ویسے ہی
مسیح خداوند کے حق مین سب کہے گہے ہین ۔ ۲ پطرس ۳ : ۱۸ بلکہ ہمارے خداوند اور بچانے
والے یسوع مسیح کے فضل ۔ اور پہچان مین بڑھتے جاؤ ۔ اسی کا جلال اب ہو
اور ابد تک ہے امین پھر حکومت اور سرداری کی بابت دیکھو قلسیون ۲ : ۹ و ۱۰
"کیونکہ الوہیت کا سارا کمال اُسمین مجسم ہو رہا اور تم اُسمین جو ساری سرداری کا
سر ہے کامل بنے ہو" ظاہر ہے کہ یہ سرداری اور اس سرداری کی قابلیت مسیح
مین الوہیت کے سبب سے تھی ۔ جو اسمین تھی ۔ اور اسلیے جب کہا گیا ہے کہ
"ساری حکومت اور اختیار اور ریاست اور خاوندی پر اور ہر ایک نام پر جو نہ
صرف اس جہان مین بلکہ آنے والے جہان مین بھی لیا جاتا ہے بلند کیا"
افسیون ۱ : ۲۰) تو یہ اسلیے کہا جاتا ہے کہ مردیسی کو حقیقت مین یہ خدائی سرداری
ملی ۔ اور یہ کہنا کچھ غیر نہ ہوگا کہ اسکو یا اسمین خدائی دیگئی ۔ اور جہان جہان

اکبر مسیح صاحب نے اس دینے جانے کی وجہ سے مسیح کی الوہیت کا انکار کیا ہے یہ بیان اس انکار کا جواب ہے۔ پھر بھی دیکھو اعمال ۱۰: ۳۶۔ "یسوع مسیح کی معرفت جو سبھون کا خداوند ہے" یہ مسیح کے حق مین ویسی آیت ہے جیسی افسیون ۴: ۶۔ خدا باپ کے حق مین ہے کہ "ایک خدا جو سب کا باپ اور سب کے اوپر ہے"۔

پھر کہتے ہین کہ۔ اس آیت مین ایک خاص یونانی لفظ ευλογητος ہے جو انجیل مین بجز خدا کے کسی دوسرے کے لئے نہین ہوا۔ یہ لفظ مسیح کے حق مین کبھی نہین آیا۔

شاید اکبر مسیح صاحب کے مطالعہ سے نہین گذرا ہوگا مین آپ کو ایک مقام بتاتا ہون جہان مسیح پر مخاطب کرکے یہ لفظ بولا گیا ہے۔ دیکھو یوحنا ۱۲: ۱۲ و ۱۳۔ دوسرے روز بہت لوگ عید مین آئے تھے یہ سنکے کہ یسوع یروسلم مین آتا ہے کھجور کے درختون کی ڈالیان لین اور اسکے استقبال کو نکلے اور پکارے ہوشعنا! مبارک وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے اسرائیل کا بادشاہ۔" مبارک کیواسطے یونانی مین ευλογημενος ہے متی رسول نے بھی یہی لفظ لکھا ہے۔ (۲۱: ۹) اور ۲۳: ۳۹ بہرحال ثابت ہے کہ پولوس رسول نے روم ۹: ۵ مین جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے۔ مسیح کے حق مین کہا ہے۔ اور اسکے برخلاف سب تاویلین ردی ہین۔

(۲) یہ آیت کہ۔ الوہیت کا سارا کمال اسمین مجسم ہو رہا۔ مسیح کو کامل خدائی منسوب

کرتی ہے۔ اور یہ بالکل وہی بات ہے۔ جو یوحنا رسول نے اپنی انجیل ۱: ۱۴
مین لکھی ہے کہ۔ "کلام مجسم ہوا۔ اور وہ فضل اور راستی سے بھرپور
ہوکے ہمارے درمیان رہا۔۔۔۔۔ اور اسکی بھرپوری سے ہم سب نے
پایا بلکہ فضل پر فضل۔" اور فلس ۲: ۹ و ۱۰ یون ہے کہ۔ الوہیت کا سارا کمال
اسمین مجسم ہو رہا۔ اور تم اسمین جو ساری سرداری اور مختاری کا سر ہے کامل
بنے ہو۔" اس کلام کو جو مجسم ہوا پولوس ساری الوہیت کا مجسم ہونا کہتا ہے۔
اور اس کلام مجسم سے جو کاملیت ایمانداروں کو حاصل ہوتی ہے دونون مضامون
مین یکسان بیان ہوئی ہے۔
مگر اکبر مسیح صاحب مقدس لوگون کو بھرپیش کرتے اور افسیون ۳: ۱۹۔ کو فلس
۲: ۹ کے مساوی قرار دیتے ہین یہ کہکر کہ الوہیت کا کمال جیسا مسیح مین کہا
گیا ہے ویسا ہی ایمانداروں مین کہا گیا ہے۔ اور کہ الوہیت کا سارا کمال جو انسان
کو خدا کر لینا ممکن ہے وہ سب مسیح مین ظاہر ہوا۔ ورنہ کیا مقدس لوگ خدا کر
سارے کمال تک بھر جا کر خدا ہو جاوینگے۔
مین کہتا ہون ہرگز نہین۔ لیکن اگر آپ افسیون ۳/۱۹ پر میرے ساتھ ساتھ غور کرین
تو معلوم ہوگا۔ کہ یہ آیت بھی مسیح کو خدا ہی ثابت کرتی ہے اور وہ اس وجہ سے
کہ جبکو فلس ۲: ۱۰۔ اور یوحنا ۱: ۱۶ مین مقدس لوگون کا مسیح کی کاملیت سے
بھرجانا کہا ہے اسکو افسیون ۳: ۱۹ مین خدا کی کاملیت سے بھرجانا کہا ہے۔
اس مساوات سے مسیح اور خدا ایک ہی ٹھہرتے ہین۔

[redacted]

اور پھر افسیون ۳: ۱۹ کی ماقبل آیات پر غور کرنے سے بھی یہی نتیجہ حاصل ہوتا ہے چنانچہ آیت ۱۶ مین خدا کی روح کا یون ذکر ہوا ہے کہ "تم اسکی روح سے اپنی باطنی انسانیت مین بہت ہی زورآور ہو جاؤ" آیت ۱۷ مین مسیح کی بابت یہ لکھا ہے کہ "وہ مسیح تمھارے دلون مین ایمان کے وسیلے سے بسے اور تم محبت مین جڑ پیدا کر کے"..... اور مسیح کی محبت کو جو جاننے سے بھی باہر ہے جان سکو تاکہ تم خدا کی ساری بھرپوری تک بھر جاؤ۔" اب ظاہر ہے کہ روح کے وسیلے سے باطنی انسانیت مین زورآور ہونا۔ اور مسیح کا ایمان کے وسیلے سے مقدسون کے دلون مین بسنا اور مسیح کی بے بیان محبت کو جاننا خدا کی بھرپوری تک بھر جانا کہا گیا ہے۔ اس سے خدا کی روح اور مسیح اور خدا ایک ہی ثابت ہوتے ہین۔ کیونکہ ایک کے کام اور تاثیرین بے تکلف دوسرے کو منسوب کیجاتی ہین۔ سو معلوم ہوا کہ مقدس لوگون مین خدا کی بھرپوری کیا ہے اور مسیح مین خدا کی بھرپوری کیا ہے۔ مسیح مین خدائی کی ساری بھرپوری اسبات مین ہے۔ کہ اس سے مقدس لوگونکو خدائی کاملیت حاصل ہوتی ہے اس سے مسیح ساری سرداری اور مختاری کا سر ٹھہرتا ہے اس سے مسیح ساری چیزون کا جو آسمان اور زمین پر ہین خالق ٹھہرتا ہے۔ اس کے وہ ساری چیزون کو بحال رکھتا ہے۔ (قلسیون ۱: ۱۶-۱۹) ایسی صاف باتون مین عبث تاویلین کرنا سوائے شہرت کے اور کس غرض سے ہو سکتا ہے؟

اگر مسیح صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ "وہ مسیح کو بذات خاص یہ کمال الوہیت حاصل نہین ہے۔ بلکہ یہ خدا کا ایک انعام ہے کیونکہ صاف لکھا ہے کہ۔ خدا کو پسند آیا کہ سارا کمال اسمین بسے"۔

مین کہتا ہون کہ مسیح کی ذات ہی کا جھگڑا ہے۔ اور کہ اسمین الوہیت تھی یا نہین مانتا ہون کہ بیشک یہ خدا کی مرضی سے ہوا کہ۔ الوہیت ابن مریم مین مجسم ہو۔ اور جب الوہیت اسمین بسی تو انجیل اسمین کلام یا الوہیت کو مجسم تبلاتی ہے۔ اس سے پہلے کلام کلام ہی تھا نہ کہ مسیح یا خدائے مجسم تھا۔ جیسا یوحنا ۱: ۱۔۱۴ سے ظاہر ہے۔

(۳) بیٹے کی بابت کہتا ہے اے خدا تیرا تخت ابد تک ہے" وغیرہ عبرانیون ۱: ۹ ۔ یہ ایک اور ایک اور آیت ہے جسمین مسیح کو خدا کہا گیا ہے۔ اور وہ اپنے بھائی نمونے زبن نبی کاہن اور بادشاہ ممسوح کیا گیا۔ نبی نے زبور ۴۵: ۷ مین مسیح بادشاہ کی پیشین گوئی کی۔ اور اگرچہ یہودی مسیح بادشاہ بن خدائی کا گمان نہ رکھتے تھے۔ تاہم پولوس نے اس خبر کو مسیح بادشاہ کی شان خدائی کے لئے عبرانیون کے سامنے پیش کیا ہے۔ مگر اکبر مسیح صاحب نے اس آیت مین سے الوہیت مسیح کو خارج کرنے کے واسطے صفحہ ۱۰۵۔ ۱۱۰ مین مختلف ترجمے اور مفسرون کی رائین پیش کی ہیں ا۔ مفسر روزن ملر کی رائے پیش کرتے ہین کہ وہ کہتا ہے کہ بعضے اصل کا یون ترجمہ کرتے ہین خدا ہے تیرا تخت اور ایک نئے استعارہ سے خدا کو تخت کہا ہے۔ کیونکہ وہ اس سلطنت کا موجد اور حامی ہے۔ اور گریساخ کے متن کا ترجمہ کہ خدا ہے تیرا تخت ابد تک سنداً پیش کرتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ یہ رائے درست درست معلوم ہوتی ہے۔ (۲) کہتے ہین کہ بقول جان کالون اور دیگر مفسرین زبور ۴۵ یقیناً حضرت سلیمان کی شان مین تصنیف ہوا تھا۔ اور حضرت سلیمان کی بابت

خداے پاک کا وعدہ ہوا تھا۔ تواریخ ۱۷: ۱۱-۱۴۔ اگر واقعی اس زبور مین حضرت سلیمان کو لفظ خدا سے خطاب کیا ہے۔ تو ضرور کسی مجازی معنی مین کیا ہوگا۔ کیونکہ اسکے ساتھ ہی لکھا ہے کہ۔ خدا تیرے خدا نے تجھے ممسوح کیا۔ اگر حضرت سلیمان خدا نہین ہوسکتے۔ تو مسیح کیونکر اسلیے خدا ہوسکتے ہین کہ۔ بعد مین وہی خطاب انسے منسوب کردیا گیا۔

(۳) ابھی اسی مین شک ہے کہ تیرا تخت اے خدا ابد تک ہے۔ درست ترجمہ ہے۔ عبرانی عبارت کا درست ترجمہ یہ ہونا چاہیے۔ تیرا خدا کا دیا ہوا تخت ابد تک ہے۔ پس لازم ہے کہ اصل عبرانی کے موافق عبرانیونکے خط مین اس اقتباس کو درست طور سے یون پڑھین۔ تیرا خدا کا دیا ہوا تخت ابد تک ہے۔

پہلی اور دوسری تاویل کے جواب مین مین یہ کہتا ہون کہ گریسباخ کے متن کا ترجمہ جو آپ نے پیش کیا ہے وہ گریسباخ کے قیاسی پنکچوایشن کی بنا پر تین مسلے سے مختلف ہے مگر ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ علماء گریسباخ کے پنکچوایشن کی ہمیشہ پیروی نہین کرتے۔ چنانچہ شلز اور طمان نہ صرف دیگر قرات مین بلکہ پنکچوایشن مین بھی اپنے اپنے متن مین گریسباخ سے مختلف ہین اور اس کے پنکچوایشن کی رو سے بھی ترجمہ درست ہے۔ کہ تیرا تخت اے خدا ابد تک (ہے) نہ کہ خداے تیرا تخت ابد تک۔

اور مفسر ووزن مکر کے ترجمہ سے جو اسے پیش کی ہے۔ وہ اسکی اپنی سمجھ سے

نہین ہے۔ بلکہ وہ جان سکالیس اور دیگر مترجمون کے ساتھ اُس رائے کو رد کرتا ہے جو زبور ۴۵ کو داؤد یا سلیمان کی بات قرار دیتی ہے اور وہ یہی کہتا ہے کہ ہنگسٹن برگ نے اُن دلیلون کی تردید کردی ہے۔ جنسے پولس اور ڈیمی ویٹ نے اس زبور کو مسیح پر سے ٹالنے کی کوشش کی تھی۔ (یہ دونون راشنلسٹ تھے)۔ اور روزن ملر خود اس آیت کو یون تفسیر کرتا ہے کہ داؤد اُس بادشاہ کو جسے وہ مخاطب کرتا ہے خدا کہتا ہے حاکم کرکے نہین کیونکہ عبرانی لوگ اپنے بادشاہون کو اس خطاب سے کبھی نہین بولتے تھے۔ لیکن اس لیے کہ وہ اُسکو حقیقت مین فوق الانسان سمجھتا۔ اور اُسکی ابدیت کا ذکر اسبات کو واضح کرتا ہے۔ اسلیے کسدی مین الوہیم کے بجاے یہوواہ ہے۔ اور رسول عبرانیون کے خط مین کئی دلیلون سے مسیح کی الوہیت اور فضیلت ثابت کرتے ہوے اس مقام کو ثبوت مین پیش کرتا ہے۔ پس روزن ملر کے طرف سے تواپ کی ساری باتون کا جواب ہے۔

اور حقیقت مین جاے غور ہے کہ جبحال مسیح نے خود کہا تھا کہ۔ دیکھو یہان ایک سلیمان سے بزرگ ہے: متی ۱۲ باب ۴۲ تو کیا ضرور تھا۔ کہ پولوس مسیح کو سلیمان جیسا ثابت کرے اور کیا تو کسی نے لفظ خدا یہودیون کو چڑانے کے واسطے استعمال کیا تھا۔ کہ دیکھو تم سلیمان کو خدا کہتے ہو۔ تو ہم بھی اسی طرح مسیح کو خدا کہہ سکتے ہین۔ اور کہہ کے سنا بھی دیا۔ تاکہ سلیمان اور مسیح کی برابری جتاوے ؟ اور پھر جب رسول کہتا ہے کہ۔ زبور ۴۵ بیٹے یعنی مسیح کے حق مین ہے۔ تو کسی مفسر کی رای ہے کہ یہ داؤد یا سلیمان کی بابت ہے کیونکر

قبول کر سکتے ہین۔

زبور ۴۵ والی خبر کو سلیمان کے ساتھ نسبت دینے کے لیے۔ ا تواریخ ۱۷: ۱۱-۱۴ کا حوالہ دیا گیا ہے کہ "مین اُسکا تخت ابد تک پایدار رکھونگا۔ وغیرہ"۔ اسپر یاد دلانا بہت ضروری نہین کہ یہ سب وعدے داوُد کی اولاد پر پورے نہ ہوے۔ اور سلیمان کا تخت ابد تک قایم نرہا۔ داوُد کے خاندان کا آخری بادشاہ یکونیاہ تھا اور اُسکی بابت یرمیاہ ۲۲: ۲۹-۳۰ مین یون لکھا ہے۔ "اے زمین زمین زمین خداوند کا کلام سُن خداوند یون فرماتا ہے۔ اس آدمی کو بے اولاد لکھو۔۔۔ کیونکہ کوئی اُسکی اولاد مین سے کبھی اقبالمند نہ ہوگا۔ کہ کبھی داوُد کے تخت پر بیٹھے اور یہوداہ پر سلطنت کرے۔" سو سلیمان والے وعدہ کا تو اُسکی اولاد کی بے ایمانی اور شرارت کے سبب یہ حال ہوا۔ اب دوسری طرف غور کرو کہ یہ وعدہ بدرجہ اولی مسیح ابن داوُد کے حق مین تھا اور اُسکے مطابق اور یرمیاہ ۳۳: ۱۵-۱۷ کے مطابق فرشتے نے مریم سے کہا تھا کہ "وہ بزرگ ہوگا۔ اور خدا تعالی کا بیٹا کہلائیگا۔ اور خداوند خدا اُسکے باپ داوُد کا تخت اُسے دیگا۔ اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کریگا۔ اور اُسکی بادشاہت آخر نہ ہوگی۔" (لوقا ۱: ۳۲-۳۳) جبکہ داوُد اور مسیح مین یہ نسبت ہے تو ضرور ہے کہ زبور ۴۵ کی خبر مسیح ابن داوُد ہی پر خاص کیجاوے اور اس حیثیت مین مسیح بادشاہ ممسوح کیا گیا۔ اور یہ ممسوح کیا جانا اس کی الوہیت کے برخلاف دلیل نہین ہے۔ جیسا امر اوّل کی تنقیح مین بتلایا گیا ہے

[redacted]

اور اگر مسوح کیا جاتا سولیون نے اس غرض سے لکھا ہے کہ مسیح مین الوہیت کا
احتمال بھی نہ رہے - اور وہ صرف ایک بندہ خدا ظاہر ہو - اور لفظ خدا مسیح پر
مجازی معنی مین استعمال کیا ہے - تو ما بعد کی آیات مین یعنی ۱۰ و ۱۱ مین پھر اسکو
یہوواہ نہ کہتا - اور نہ خالقی اور ازلیت اور بے تبدیلی کی صفات مسیح کو منسوب کرتا -
لیکن تا کہ ظاہر کرے کہ - بیٹا سچ مچ خدا ہے آسنے ۱۰۲ زبور سے مسیح کے حق مین وہ بیان پیش
کیا ہے - جو سوا اسے یہوواہ خالق کے اور کسی مخلوق کی نسبت کہا نہین جا سکتا کہ
"اے خداوند تو نے ابتدا مین زمین کی نیو ڈالی - اور آسمان تیرے ہاتھون کی کاریگری ہین
وے نیست ہو جائینگے پھر تو باقی ہے" وغیرہ عبرانیون ۱: ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ مقابلہ زبور ۱۰۲:
۲۴-۲۷ ؛

پھر یہ نیا استعارہ جو آپ نے لکھا کہ خدا کو انسان کا تخت کہنا درست ہے مین کیونکر مانون ؟ ایسا کوئی استعارہ کہین
نہین یہ کسی کی رای ہے نہ استعارہ ہے - اور اسکی تردید مین مین بھی ڈاکٹر پائی سمتھ صاحب کا قول
پیش کرتا ہون کہ "خدا کو ڈھال اور قلعہ کہنا بسبب اسکی حمایت اور حفاظت کے
زیب دیتا ہے - اور خدا کی شان کو کم نہین کرتا - لیکن ہر اہل معاملہ اگر گون ہے
تخت کی شان بادشاہ کی خصلت اور حکومت کی وجہ سے ہوتی ہے جو اسپر
بیٹھتا ہے - اب ازلی خدا کو ایک مخلوق کا تخت کہنا خالق کا تخت کہنا
خالق کی کسر شان ہے" -

(Dr. Pye Smith's Scrip
Testimony to the Messiah)

اور پھر جانے غور ہے کہ رسول مسیح کو فرشتون سے افضل ثابت کرتا ہے۔ پر اگر مسیح والے استعارہ کی روسے وہ خدا کی موجباور حامی ہونے کا ویسا ہی محتاج ہے جیسا فرشتے محتاج ہین۔ تو فضیلت کس بات مین ہوئی۔ یا تو رسول کی تقریر لچر ہے۔ اور یا اگر مسیح کا استعارہ غلط ہے۔ یہ بالکل نامناسب ہے۔ کہ ترجمہ بدلنے کے ساتھ ہی ایسے استعارے بھی تجویز کئے جاوین۔ یہ صرف اپنے مطلب کے واسطے عبارت کو خراب کرنا ہے۔

تیسری تاویل مین عبرانی کا جو درست ترجمہ اپنے پیش کیا ہے۔ صرف ایک فرضی بات ہے۔ نہ کہ عبرانی عبارت کا ترجمہ ہے۔ کیونکہ سٹپو اجنٹ یعنی عہد عتیق کا یونانی ترجمہ اور پولوس رسول کا اقتباس باہم مطابق ہین۔ بلفظ مطابق ہین۔ اور عہد عتیق کے اور سب قدیم ترجمے بھی اُنکے مطابق ہین۔ اور عبرانی عبارت کے یہی معنی بیان کرتے ہین کہ۔ اے خدا تیرا تخت ابدتک ہے۔ اور یہ ترجمہ کہ۔ تیرا خدا کا (دیا ہوا) تخت ابدتک ہے۔ یونی ٹیڑی ان لوگون کی اپنی جدید تجویز ہے۔ اسلئے پولوس رسول کے اقتباس کو اپکے ترجمہ کے مطابق کرنا بے سند اور بیجا ہے۔ اور واجب نہین کہ پہلے کسی سبب سے مسیح کی الوہیت کا انکار کرین اور پھر آیت کو جو الوہیت ثابت کرتی ہے تاویلون اور غیر ترجمون مین برباد کردین جیسا یورپ کے راشنل ازم والون نے پہلے معجزہ کو ناممکن ٹھہرا لیا۔ اور پھر بیبل کے ان بیانون کی تاویلین۔ اور انادُ شروع کر دیے جنین معجزہ ثابت ہے متن پر ایسی مہربانی دکھانا حقیقت مین اسپر ظلم کرنا ہے۔

[redacted]

اب اس کل بیان سے ظاہر ہے کہ مسیح اور اسکے رسولوں نے باپ اور کلام اور خدا مسیح کی الوہیت کو ادا کرنے کے لیے استعمال کیے ہیں۔ اور الوہیت بھی حقیقی معنوں ہیں نہ کہ مجازی معنوں میں۔ اور امر اول و دوم کی تنقیح سے خود ہی ظاہر ہے کہ مسیح میں دو ذاتیں نہیں۔ ذات الٰہی اور ذات انسانی۔ اور اکبر مسیح صاحب نے جو صرف مخالف ذات پر زور دیا ہے اُنکی کیفیت بھی ناظرین کو بتلائی گئی ہیں۔ اور اکبر مسیح کی یہ ایک طرفہ چال اُس ایت کے منشا کے مطابق نہیں ہے جو آپ نے اپنے رسالہ کے ٹیٹل پیج پر لکھی ہے کہ "سب باتوں کو پرکھو بہتر کو اختیار کرو۔" (تسلوہ ۵:۲۱) ؛

تیسرا باب

الوہیت مسیح کے صریح ثبوت

صحیح ثابت ہوا کہ لفظ باپ۔ کلام۔ اور خدا۔ مسیح میں سچی نہ کہ مجازی الوہیت کو ادا کرنے کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔ اور اگر مسیح صرف انسان ہوتا تو یہ الفاظ اُسپر ہرگز نہ بولے جاتے۔ اور انجیل میں ان خطابوں ہی پر یہ سلسلہ ختم نہیں کر دیا گیا ہے۔ بلکہ خدائی کام اور صفات بھی مسیح کو منسوب کیے گئے ہیں۔ جو کسی مخلوق کے حق میں بیان کرنا کسی تاویل یا استعارہ سے زیب نہیں دیتا۔ اور نہ ویسے کام اور اوصاف کسی مخلوق کو منسوب کیے گیے ہیں۔ دیکھو مسیح کے زمانہ میں لوگ اُسکی انسانی صورت کو دیکھکر اُسکی الوہیت سے منکر ہوئے۔ اسی سبب سے لوگ اب بھی بے ایمان رہتے ہیں۔ اور اس

انجیل مین مسیح کو خدائی کام اور صفات جو سوائے خدا کے اور
کسی کو واجب نہین ہین۔ منسوب کی گئی ہین۔ تاکہ ظاہر کے موافق
فتوی نہ دیوین۔ لیکن جانین کہ حقیقت مین یہ ابن آدم کون ہے کیونکہ اصل
معاملہ یہ ہے کہ وہ مسیح نے خدا کی صورت مین ہو کے خدا کے برابر ہونے کو ایک
گرفت کر رکھنے والی چیز نہ جانا۔ لیکن اُس نے آپ کو ہیچ (یا خالی) کیا کہ خادم
کی صورت پکڑی اور انسان کی شکل بنا۔" اس حال مین خدائی صورت مسیح
کی انسانی شکل مین دکھائی نہ دیتی تھی۔ حتی کہ جب کبھی مسیح الوہیت کا دعوی
کرتا۔ تو لوگ چونک جاتے تھے۔ اور کفر کا الزام لگاتے کہ "وہ انسان ہو کر اپنے
تئین خدا بناتا ہے۔

پہلی فصل

مسیح مین دو ذاتون کی صاف تمیز کی گئی ہے

انجیل کو پڑھنے سے ہم مسیح کو صرف انسان مان سکتے اور نہ فقط خدا۔ کیونکہ
اسمین ذات الہی اور ذات انسانی دونون بیان کی گئی ہین۔ اور انجیل مقدس
کے جن جن بیانون سے مین اسبات کا قایل ہون آنکو بطور شاہد کے پیش
کرتا ہون ۔

پہلا شاہد

یوحنا ۱: ۱ و ۱۴۔ ابتدا مین کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا
اور کلام مجسم ہوا۔ اور وہ فضل اور راستی سے بھرپور ہو کے ہمارے درمیان رہا۔

ان آیات مین مسیح کی دونون ذاتون کا ارادہ بیان کیا گیا ہے :: کلام ایسی حالت مین تھا کہ مجسم نہ تھا۔ اور اس غیر مجسم حالت مین وہ خدا تھا مگر مجسم ہوا۔ اور ہماری درمیان رہا انسانی جامہ اختیار کر کے انسانون مین رہا بغیر اس جامہ کے وہ خدا کے ساتھ تھا:: جب کہا کہ کلام مجسم ہوا تو کلام جسم مین سے نکل نہ گیا۔ ایسا کہ مسیح ایک جسم ہی جسم رہگیا۔ نہین۔ لیکن کلام خود ہی مجسم ہوا۔ اور ہمارے درمیان رہا :: پس مسیح مین کلام اور جسم دو جدا چیزین ہین

اکبر مسیح صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲ مین خود ہی مانتے ہین کہ مسیح خدا نہ تھا

خدا اُس کلام کو کہا ہے جسکا ظہور ہے۔ کلام نے جسم مسیح مین ظہور پکڑا :: یہی میرا مطلب ہے اکبر مسیح صاحب مسیح کو خدا کہنے سے کاہے کو طرح دیتے ہین۔ جبکہ مانتے ہین کہ خدا اس کلام کو کہا ہے۔ جس نے جسم مسیح مین ظہور پکڑا لفظ مسیح تو اُس کلام یا خدائے مجسم کا ممسوح ہونے کی وجہ سے خطاب ہو گیا تھا۔ اور کسی ایک ذات کا مظہر نہین ہے۔ لیکن دونون ذاتون کے لیے یکسان بولا جاسکتا ہے

دوسرا اشارہ

فلپ ۲: ۶، ۷، ۸ "اُس نے خدا کی صورت مین ہو کے خدا کے برابر ہونے کو کوئی گرفت کر رکھنے والی چیز نہ جانا۔ لیکن اُس نے آپ کو ہیچ (یا خالی) کیا کہ۔ خادم کی صورت پکڑی اور انسان کی شکل بنا::" ان آیات مین رسول مسیح کی دو ذاتون کا مقابلہ کرتا ہے۔ کہ وہ انسان بنا۔ اور انسان بننے سے پہلے وہ خدا کی صورت مین تھا مگر اکبر مسیح صاحب نے صفحہ ۷۔ ۹ مین اس بیان مین سے مسیح کی الٰہی ذات کو خارج کرنے کے لیے اس عبارت کو ایسی تاویلین کی ہین۔ جو متن سے بالکل بیگانہ ہیں

خدا کی صورت کی بابت ڈاکٹر ہوجی کا قول پیش کرتے ہین کہ "خدا کی صورت سے
ماہیت الٰہی کا ظاہر ہونا اسی قول سے کہ خادم کی صورت سے خادم کی ماہیت
ظاہر ہوتی ہے۔ کچھ زیادہ پایدار نہین ہے"۔ مسیح دراصل خادم نہ تھا بلکہ اپنی پست
حالت مین خادم سا نظر آتا تھا۔ اسی طرح مسیح خدا بھی نہ تھا لیکن صرف خدا کی
صورت تھا۔ اور اپنی جلالی ہستی مین خدا نہین۔ بلکہ خدا سا نظر آتا تھا: اور نسان
بنا کی بابت لکھتے ہین۔ کہ وہ کوئی جلیل القدر بادشاہ۔ یا کوئی اور صاحب ثروت
وشوکت نہین۔ بلکہ ایک معمولی اور ایک ادنیٰ اور حقیر آدمی۔ جیسا کہ دراصل وہ
نہ ظاہر ہوا۔ اس پستی کو اُسنے بہ رضا و رغبت خود قبول کر لیا تھا۔

میرے نزدیک یہ معنی بالکل بناوٹی اور ناجائز ہین کیونکہ رسول کے بیان مین دنیاوی
بادشاہی اور غریبی کا مقابلہ نہین ہے۔ لیکن خدائی صورت اور انسانی صورت کا
مقابلہ ہے: اور یہ بھی نہین لکھا ہے۔ کہ وہ خدا نہین تھا۔ صرف خدا سا نظر آتا
تھا۔ بلکہ یہ کہ وہ خدا کی صورت ہے پر اُسنے اپنے تئین خدا کے برابر ظاہر
کرنے کی خود ہی حرص نہ کی: اور خادم سا نظر نہین آتا تھا۔ لیکن حقیقت مین
خادم بنا۔ اور انسان سا نظر ہی نہ آیا۔ لیکن حقیقت مین انسان بنا: خدا سا
نظر آنے کا کوئی ذکر نہین ہے۔ لیکن مسیحؑ کی اپنی ہستی اور ارادہ اور کام کا ذکر
ہے کہ۔ اگرچہ وہ خدا تھا۔ تو بھی خدا کی صورت مین ہو کے اُسنے خدائی شان
جتانے کی پروانہ کی (خدا کے برابر کی) اصل عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ۔ ایسا ہوتا
جیسا خدا ہو) لیکن انسان کی شکل اختیار کی: اور جب وہ اپنا کام پورا کر چکا

توخدانے اُسکی وہ خدائی صورت جوانسانی جامہ مین گویا پوشیدہ ہوگئی تھی ظاہر کی یعنی جس جسم کے اختیار کرنے سے وہ پست حال ہوگیا تھا۔ اسی جسم مین وہ سرفراز کیا گیا:۔ اور خداوند ظاہر کیا گیا۔ اور سب سے مطلوب ہوا کہ۔ اسکے آگے گھنڈے ٹیکین آیت ۹-۱۱۔ رسول کی عبارت کے یہ صریح معنی ہین۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مسیح مین وہ جسکو خدا کی صورت کہا ہے اسکی انسانیت سے غیر شئ تھی۔

اور ڈاکٹر وہٹبی صاحب کے قول کی بابت واضح ہو کہ۔ وہ مسیح مین الہی ذات کے انکاری نہین ہین لیکن اس جا لفظ صورت سے ذات یا ماہیت کے معنی قبول نہین کرتے ہین۔

مگر ایک ظاہری نظارا بتلاتے ہین:۔ اور جو کیفیت اُنھون نے خدا کی صورت لکھی ہے۔ وہ جب تک کوئی خدا نہو محض مخلوق کی ہو ہی نہین سکتی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ خدا کی صورت سے وہ دیدنی جلالی نور مراد ہے جسمین خدا رہتا ہے۔ (انمط ۶: ۱۶) اور جس سے اُسنے اپنے تئین قدیم بزرگون پر ظاہر کیا (استثنا ۵: ۲۲ و ۲۴) اور جو گنتی ۱۲: ۸ مین خداوند کی شبیہ اور زبور ۳۱: ۱۶ مین چہرہ۔ خروج ۳۳: ۱۵ مین حضوری اور یوحنا ۵: ۳۷ مین صورت کہا گیا ہے۔ لفظ مارفے:۔

(μορφη) کے معنی ظاہر شکل ہے نہ کہ ماہیت یا ذات۔ دنیا کی ہونے سے پیشتر یہ صورت وہ باپ کے ساتھ رکھتا تھا۔ (یوحنا ۱: ۱۸۔ عبرانیون ۱: ۳)

اور اسی کے ساتھ وہ آخری دن پھر ظاہر ہوگا (متی ۱۶: ۲۷) "اب انہی مقامات سے ظاہر ہے کہ۔ فقط خدا ہی اپنی یہ صورت رکھتا ہے۔ اور اگر مسیح باپ کے ساتھ یہ صورت رکھتا تھا۔ تو وہ ضرور باپ کے ساتھ ذات مین ایک تھا۔ اور فقط اس خدائی یگانگت کی وجہ سے خدا کی یہ ظاہرا صورت بھی رکھ سکتا تھا پس وہیٹی صاحب کے بیان کی رو سے مسیح باپ کے ساتھ ذات الٰہی مین ایک ہی ثابت ہوتا۔ مگر اُسنے خدا کی صورت کو یا خدا کی ظاہرا شان وجلال کو خدا کی طرح ظاہر کیا۔

بلکہ اُسکو انسانی جامہ مین چھپایا ؛ اس بیان سے بھی مسیح مین دو ہی ذاتین ثابت ہوتی ہین۔

مین برادر اکبر مسیح کو بھی بے دل نہین کرنا چاہتا اور اُنکے معنون کو یونہی پھینک دینا گوارا نہین کرتا ؛ آپ لکھتے ہین کہ۔ اس نے برضا ورغبت خود یہ پستی اختیار کی تھی مین پوچھتا ہون۔ یہ رضا ورغبت کسکو ہوئی تھی؟ اگر مسیح لفظ انسان تھا تو مثل اور انسانون کے وہ اپنی انسانی ہستی سے پہلے ہستی مین نہ تھا۔ اور اس امر مین اپنی رضا ورغبت ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ ہان آپ نے ایک جلالی ہستی مسیح کو منسوب کی ہے۔ مگر اس جلالی ہستی کا کچھ بیان نہین بتلایا کہ۔ آیا اُسکی جلالی ہستی کو یہ رضا ورغبت ہوئی۔ کہ انسانی جامہ قبول کرے ؛ اگر بات یہی ہے تو ظاہر ہے کہ مسیح ہمیشہ انسان نہ تھا۔ مگر ایک جلالی ہستی تھی۔ جو انسانیت سے غیر تھی۔ کیونکہ انسانی صورت مین آنے سے

وہ جلالی ہستی پنج ہوگئی پس آپ کی بات سے بھی ظاہر ہے - کہ خدا کی صورت
ایک جلالی ماہیت تھی - اور وہ انسان نہ تھی کیونکہ انسانیت کو اُسنے اختیار
کیا :. بہرحال مسیح مین دو ذاتین ثابت ہین -

یہ بھی جاننا چاہیئے کہ مسیح کی بابت ہمیشہ یہ کہا گیا ہے کہ مسیح خدا کی صورت ہے
اندیکھے خدا کی صورت ہے - خدا کی ماہیت کا نقش ہے - مگر یہ کبھی نہین کہا ہے
کہ وہ خدا کی صورت پر بنایا گیا - جیسا کہ آدم کی بابت لکھا ہے - اور یا جیسا
ایماندار مون کی بابت لکھا ہے کہ نئی انسانیت کو جو معرفت مین اپنے پیدا
کرنے والا کی صورت کے موافق نئی بن رہی ہے پہنا ہے" :. (کلسی ۳: ۱۰) لیکن
مسیح کی بابت لکھا ہے کہ - وہ خدا کی صورت مین تھا - انسان بنا - پس مسیح کسی
خاص معنی مین خدا کی صورت ہے جسمین مقدس لوگ خدا کی صورت نہین ہوسکتے :.

تیسرا اشارہ -

رومیون ۹: ۵ - "اور جسم کی نسبت مسیح بھی انھین مین سے ہوا جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک
ہے" الفاظ جسم کی نسبت ظاہر کرتے ہین کہ اسمین دوسری ذات بھی تھی - جو
انسانیت سے نسبت نہ رکھتی تھی اور اُسکا ذکر بھی ساتھ ہی ہوا ہے کہ - وہ سب کا
خدا ہمیشہ مبارک ہے :. اگر کسی اور انسان کی نسبت یہ کہا جاوے کہ - وہ
جسم کی نسبت انسانون مین سے ہے - تو بےمعنی کلام ہوگا - اور سوا ئے مسیح کے
ایسے محاورے کسی اور پر جم نہین سکتے - کیونکہ وہی ایک ہے جو انسان بننے
سے پہلے کچھ اور تھا - انسان نہ تھا -

چوتھا شاہد

اکبر مسیح صاحب باب دوم کی فصل دوم اور صفحہ ۴۳ پر لکھے ہین کہ "مسیح نے دو ذاتون کا اظہار اپنے کسی قول مین بھی نہین کیا۔ انجیل سے اس مسئلہ کی کوئی سند نہین ہے۔" مگر میرے نزدیک مسیح نے طرح بطرح ظاہر کیا۔ اور اُسکے کلام اور کام کا یہ بڑا نشانہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر لوگ اِس راز کو نہین سمجھتے تھے۔ (یوحنا ۶ : ۳۱ : ۴۲) دیکھو مسیح نے فرمایا۔ کہ مین آسمان پر سے اسلیئے نہین اُترا وغیرہ (۶ : ۳۱) یہ بات لوگ نہ سمجھے اور کہا۔ کیا یہ یسوع یوسف کا بیٹا نہین جسکے باپ اور ما کو ہم جانتے ہین۔ پھر وہ کیونکر کہتا ہے۔ کہ مین آسمان سے اُترا ہون؟ پھر فرمایا کہ "مین خدا سے نکلا اور آیا ہون۔ کیونکہ مین آپ سے نہین آیا۔ پر اُسنے مجھے بھیجا۔ تم میری عبارت کیون نہین سمجھتے؟ (۸ : ۴۲ و ۴۳) ان قولون سے ظاہر ہے کہ مسیح انسانیت کے سوا کچھ اور تھا جسکی وجہ سے وہ کہتا ہے مین آسمان سے اُترا۔ اور مین باپ سے نکلا اور آیا ہون زمین پر ظاہر ہونے سے پہلے وہ آسمان پر تھا۔ مجردا مین تھا۔ آپ مسیح کا کلام کیون نہین سمجھتے اور ناحق کہتے ہو کہ مسیح نے دو ذاتون کا اظہار نہین کیا۔ مسیح نے یہانتک فرمایا کہ۔ تم نے صورت الٰہی کبھی نہین دیکھی (یوحنا ۵ : ۳۷) لیکن جس نے مجھے دیکھا ہے اُسنے باپ کو دیکھا ہے۔ کیونکہ مین باپ مین ہون۔ اور باپ مجھ مین ہے (۱۴ : ۹ و ۱۱) اُسکی انسانیت سب پر ظاہر تھی۔ اور رسالت بھی اور طرح ثابت تھی۔ لوگ اسکے قایل تھے۔ پھر ایسی باتین کہنے سے کیا فائدہ تھا؟ اور مسیح کی ان باتوں کے مطابق جب تھوما شاگرد نے کامل ثبوت دیکھ لیا تو اگرچہ مسیح کو اپنے موافق ایک انسانی شکل مین دیکھ رہا تھا

توبھی ایمان لایا کہ - اے میرے خداوند - اور اے میرے خدا (یوحنا ۲۰ : ۲۸) اور
مسیح نے ایسا ایمان لانے والون کو مبارک کہا :. اس سے ظاہر ہے - کہ رسولون
نے مسیح کو خداوند - اور خدا کہنا خود مسیح سے سیکھا تھا - اور لحاظاً نہین - بلکہ حقیقتاً
اسکو خداوند[ا] اور خدا کہتے ہین -

جاننا چاہیئے کہ مسیح مین دو ذاتین ہونے کے سبب سے حسب موقع آسمین انسانی
عضاء - اور خدائی کام اور نام اور صفات بتلائے جاتے ہین :. کیونکہ باوجود
دو مختلف ذاتون کے وہ ایک ہی شخص ہے :. ایک ادنیٰ مثال جسکی یہ ہے کہ جیسا
ہر انسان مین روح اور جسم دو مختلف چیزین ہین - تاہم ہر ایک آدمی ایک ہی شخص ہے -
روحانی اور جسمانی کام ایک ہی شخص کو منسوب کیے جاتے ہین :. ایساہی مسیح یسوع میز
کامل انسانیت اور کامل الوہیت گو دو جدا ذاتین ہین - مگر مسیح شخص ایک ہی ہے :
یعنی جب اسکو رسول - یا ابن آدم یا باپ کا فرمانبردار کہا جاتا ہے - توبھی کچھ حرج نہین - اور اگر کلمہ یا خدا
کہا جاتا ہے توبھی - یسوع مسیح کی عظمت اور شان اسی طور سے ہے :. ان مین سے کسی کا
انکار کرنا اسکی کسر شان ہے :. یہی سبب ہے کہ - گو مسیح انسانی جامہ مین تھا تو
بھی کہتا ہے کہ - مین اور باپ ایک ہین :. مین باپ مین ہون اور باپ مجھ مین
ہے :. جسنے مجھے دیکھا ہے باپ کو دیکھا ہے :. پیشتر اس سے کہ ابرہام ہو مین ہون
اور یہی سبب ہے کہ - گو اسمین الوہیت تھی - توبھی کہتا ہے کہ - وقت آیا ہے -

حاشیہ [۱] لفظ خداوند یونانی مین ہے ہ ، م لا ہ (کیوری اس) کی بابت بھی
کہا گیا کہ - خدا اور انسان اور مسیح کے لئے بولا گیا ہے -

کہ ابن آدم جلال پاوے - (یوحنا ۱۲: ۲۳) میرا باپ مجھ سے بڑا ہے (یوحنا ۱۴: ۲۸)

مین آپ سے کچھ نہین کرتا مگر جو میرے باپ نے مجھے سکھایا ہے مین وہ باتین کہتا ہون (۸: ۲۸) اور یہی سے رسولون نے بھی مسیح کی بابت مشترکہ بیان کیا ہے دیکھو قلسیون ۱: ۱۵-۲۰ "وہ اندیکھے خدا کی صورت ہے اور وہ ساری خلقت کا پہلوٹھا ہے - کیونکہ اُس سے ساری چیزین جو آسمان پر اور زمین پر ہین - دیکھی اور اندیکھی کیا تخت - کیا حکومتین - کیا ریاستین - کیا مختاریان پیدا کی گئیں - ساری چیزین اُس سے اور اسکے لیے پیدا ہوئین - اور وہ سب سے آگے ہے - اور اُس سے سب چیزین بحال رہتی ہین ؛ کیونکہ باپ کو یہ پسند آیا - کہ سارا کمال اُسمین بسے ؛ اور اُسکے خون کے سبب جو صلیب پر بہا صلح کر کے ساری چیزون کو - کیا وے جو زمین پر ہین کیا وے جو آسمان پر ہین - اُسی کے وسیلے اپنے سے

بقیہ حاشیہ - اور اسلیے مسیح کی الوہیت کی دلیل نہین ہو سکتا واضح ہو کہ یہ لفظ خواہ کسی پر بولا گیا ہے بہرحال مین خداوندی یا صاحبی کے معنی دیتا ہے نہ کہ ذلت کے - پس اس حال مین اس لفظ کی رو سے خدا اور انسان مین کیونکر تمیز ہو سکے - کسی خداوند کی بڑائی یا چھوٹائی اس لفظ سے نہین معلوم ہو سکتی لیکن خداوندی کے اختیار کی قسم وسعت سے معلوم ہوگی - اور انجیل مین کہین نہین دیکھتا کہ جس معنی مین یہ لفظ مسیح پر بولا گیا ہے اُس سے بہتر اور وسیع معنی مین خدا پر بولا گیا ہو - جیسا آیندہ سے ظاہر بھی ہو جاے گا - پس اس لفظ کا عام معنون مین استعمال کیا جانا مسیح کی الوہیت کے برخلاف کچھ دلیل نہین ہو سکتا -

طلاسئے ۲: ایسا کلام نہ صرف محض خدا۔ اور نہ صرف محض انسان کی نسبت کہا جاسکتا ہے۔ لیکن فقط اسکی نسبت کہا جاسکتا ہے - اور کہا گیا ہے جسمین الوہیت اور انسانیت دونون تھین۔ اور وہ یسوع مسیح ہے۔

دوسری فصل

مسیح مین الوہیت کی لازمی صفات کا بیان

پہلے باب مین بیان کیا گیا تھا کہ (۱) خدا ایک ازلی ذات ہے (۲) خالق وہی ہے -(۳) خدا ہمہ دان ہے (۴) خدا ہی ہر چیز کا سنبھالنے والا ہے (۵) خدا حاضر و ناظر ہے:. یہ باتین سواے خدا کے کسی اور کے حق مین نہین کہی جاسکتی ہین جو صرف مخلوق ہو اور انھین باتون کے سبب خدا کو بے مثل کہا جاتا ہے:. اگر یہ باتین مسیح کے حق مین کہی گئی ہون تو مسیح کو خدا ماننے مین کسی بشر کو کیا عذر ہے۔

کلام جو مجسم ہوا ازلی ہے

جب مسیح کو ازلیت منسوب کیجاتی ہے۔ تو بلحاظ اسکی الوہیت کے کیجاتی ہے۔ نہ اسلیے کہ وہ خدا کی ازلی تقدیر مین تھا۔ جیسا سوسینی ان کہتے ہین:. مین مان سکتا ہون کہ مسیح کا ازل سے کفارہ ہونے کے لیے مقرر کیا جانا۔ جیسا اعمال ۲: ۲۳- اور افسیون ۳: ۱۱- ۱ پطرس ۱: ۲۰- اور مکاشفات ۱۳: ۸- مین لکھا ہے اسکی ازلی ہستی کی دلیل نہین ہے۔ جیسا ایماندارون کا ازل سے مسیح مین چنا جانا (افسیون ۱: ۴- ۲ تمطا ۱: ۹) انکی ازلی ہستی کی دلیل نہین ہے۔ مگر جب مسیح کو ازلیت منسوب کی گئی

تو اسکی الٰہی ہستی کو منسوب کی گئی ہے چنانچہ۔

مسیح اپنی واقعی پیش ہستی کا یون بیان کرتا ہے۔ ”پیشتر اس سے کہ ابرہام ہوئین ہون۔“ (یوحنا ۸ : ۵۸) جس موقعہ پر یہ کہا وہان زمانہ کی بابت سوال تھا۔ ”اے باپ اب تو مجھے اپنے ساتھ اُس جلال سے جو مین دنیا کی پیدایش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا بزرگی دے۔“ (یوحنا ۱۷ : ۵) پھر دیکھو یسعیاہ ۴۴ : ۶ بمقابلہ مکاشفات ۲ : ۸ ”خداوند اسرائیل کا بادشاہ اور اسکا نجات دینے والا رب الافواج یون فرماتا ہے۔ کہ مین اول اور مین آخر ہون۔ اور میرے سوا کوئی خدا نہین“ ”اور سمرنا کی کلیسیا کو یون لکھ کہ وہ جو اول و آخر ہے۔ اور موا تھا اور جیا ہے۔ یہ باتین کہتا ہے۔

یوحنا رسول کلام کو جو مجسم ہوا تھا۔ ازلیت منسوب کرتا ہے۔ ”ابتدا مین کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا مین خدا کے ساتھ تھا“ (۱ : ۱ و ۲) اور تا کہ ظاہر کرے کہ کلام سے مراد شخص۔ یا ماہیت ہے۔ وہ اُسمین زندگی اور قدرت بیان کرتا ہے :. لفظ ابتدا اور خدا کے ساتھ ہونے سے رسول کلام کی ازلیت قایم کرتا ہے :. چونکہ سب چیزون کا ابتدا خدا ہے۔ اور اُنکے ابتدا سے پہلے خدا ہی ہے۔ اسلئے خدا کی بابت کہا گیا ہے۔ کہ وہ اوّل و آخر ہے۔ (یسعیاہ ۴۴ : ۶) اور جو کچھ پیدایش سے پیشتر ہے وہ ضرور ازلی اور خود ہست :. اسیطرح کلام کی بابت رسول کہتا ہے کہ وہ ابتدا مین تھا وہ اُسکا خلق ہونا بیان نہین کرتا۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ سب چیزین اس سے موجود ہوئین :. ابتدا چیزون کا ہوا۔ مگر کلام اُسوقت تھا۔

پھر جیسا خدا کی بابت لکھا ہے کہ۔ ابتدا مین خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ (پیدا: ۱:۱) اُسی طرح کلام کی بابت لکھا ہے کہ ابتدا مین کلام تھا۔ اور سب چیزین اس سے موجود ہوئین"۔: پس کلام کو جو مجسم ہوا صریحاً ازلیت منسوب کی گئی ہے۔ اور تا کہ کلام کو بھی ابتدا والا نہ سمجھا جاوے۔ رسول تبلاتا ہے کہ۔ ابتدا مین کلام کہان تھا" وہ خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا"۔:

اکبر مسیح صاحب صفحہ ۱۲۷ پر لکھتے ہین کہ "ہم نہین سمجھتے کہ اس آیت سے کیونکر الوہیت مسیح اخذ کی جاسکتی ہے۔ اسمین یہ تو نہین ہے۔ کہ ابتدا مین مسیح تھا۔ اور مسیح خدا کے ساتھ تھا۔ اور مسیح خدا تھا۔ خدا اُس کلام کو کہا ہے مسیح جسکا ظہور ہے۔" یہ بھی آپ کو خوب سوجھی۔ ناٹھ گھما کے ناک تبلائی ہے: واضح ہو کہ انجیل مین یہ نہین لکھا ہے کہ۔ کلام مجسم ہونے سے پہلے مسیح تھا۔ مگر یہ کہ کلام جو ازل سے تھا۔ اور خدا تھا۔ وہ مجسم ہوا۔ اور کلام مجسم کا مخاطب مسیح ہے۔ جسکا احوال انجیل مین بیان کیا گیا ہے۔: ہمارا دعوی انجیل کی رو سے یہ ہے کہ مسیح مین الاہیت تھی حقیقی اور ازلی الوہیت: اور پھر یہ کہ وہ کلام مجسم مسیح ہی تھا۔ رسول نے نامہ اول ۱:۱و۲۔ مین صاف کہدیا ہے جہان وہ اُس کلام کو زندگی کا کلام۔ کہتا ہے۔ جو شروع سے تھا۔ اور اُسکو ہمیشہ کی زندگی جو باپ کے پاس تھی قرار دیتا ہے۔ اور آیت ۳ مین اُسکو خدا کا بیٹا یسوع مسیح کہتا ہے: وہی جسکو رسولون نے اپنی آنکھون سے دیکھا۔

[redacted]

اور ہاتھون سے چھوا۔ پس وہ کلام مجسم اور مسیح ایک ہی شخص ہین ∴ اور بھی معلوم ہووے کہ وہ جسکو یوحنا رسول مسیح مین کلام خدا کہتا۔ اور ازلیت منسوب کرتا ہے ایکو یا یکہ سبب سے پولوس خدا کے جلال کی رونق۔ اور اسکی ماہیت کا نقش کہتا۔ اور اندیکھے خدا کی صورت کہکے خالقی اور ازلیت منسوب کرتا ہے عبرانیون ۱: ۳۔ بمقابلہ قلسیون ۱: ۱۵و۱۶و۱۷) ۵۔

وہ سب چیزون کا خالق اور سنبھالنے والا ہے

یوحنا ۱: ۳ سب چیزین اس سے موجود ہین۔ اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اسکے ہوئی۔ قلس ۱: ۱۶۔ اسی سے ساری چیزین جو آسمان پر اور زمین پر ہین۔ دیکھی اور اندیکھی۔ کیا تخت۔ کیا حکومتین کیا ریاستین۔ کیا مختاریان پیدا کی گئین ساری چیزین اُس سے اور اسی کے لیے پیدا ہوئین۔ اور وہ سب سے آگے ہے اور اُس سے ساری چیزین بحال رہتی ہین۔

وہ بے تبدیل ہے

عبرانیون ۱۳: ۸۔ یسوع مسیح کل اور آج اور ابد تک یکسان ہے۔ زبور ۱۰۲: ۲۵و۲۶و۲۷۔ بمقابلہ عبرانیون ۱: ۸و۱۰ و۱۱ و۱۲۔ خدا کی بابت لکھا ہے کہ تونے قدیم سے زمین کی بنا ڈالی۔ آسمان بھی تیرے ہاتھ کی صنعتین ہین۔ وے نیست ہو جاوینگے پر تو باقی رہے گا۔ ہان وے پوشاک کی مانند پرانے ہو جاوینگے ..... پر تو وہی ہے۔ اور تیرے برسون کی انتہا نہ ہوگی اسکو رسول مسیح کے حق مین کہتا ہے کہ "بیٹے کی بابت کہتا ہے۔ اے خداوند تونے ابتدا مین زمین کی نیو ڈالی اور آسمان تیرے ہاتھ کی کاریگری

ہین - وے نیست ہوجائینگے پر تو باقی رہے گا - اور سب پوشاک کی مانند پرانے
ہونگے - اور چادر کی طرح تو اُنھین لپیٹیگا - اور وے بدل جائینگے - پر تو وہی
ہے اور تیرے برس جاتے نہ رہینگے -

وہ ہمہ دان ہے

متی ۱۱: ۲۷ - میرے باپ سے سب کچھ مجھے سونپا گیا ہے اور کوئی بیٹے کو نہین
جانتا - مگر باپ - اور کوئی باپ کو نہین جانتا مگر بیٹا - اور وہ جسپر بیٹا اُسے
ظاہر کیا چاہتا -" پھر جیسا خدا کی بابت کہا گیا ہے کہ " تو ہان تو ہی اکیلا ساری
بنی آدم کے دلون کو جانتا ہے -" (۱ سلاطین ۸: ۳۹) اسی طرح مسیح کی بابت
لکھا ہے - وہ کہتا ہے کہ - ساری کلیساؤن کو معلوم ہوگا - کہ مین وہی ہون - جو
دلون اور گردون کا جانچنے والا ہے - اور مین تم مین سے ہر ایک کو اُس کے
کامون کے موافق بدلا دونگا ؞ مکاشفہ ۲: ۲۳ - پھر یوحنا ۲۱: ۱۷ مین پطرس
کہتا ہے " اے خداوند تو تو سب کچھ جانتا ہے - بلکہ تجھے معلوم ہے کہ مین تجھے
پیار کرتا ہون - یسوع مسیح نے اُسے کہا میری بھیڑون کو چرا ؞

وہ حاضر و ناظر ہے

متی ۱۸: ۲۰ - مسیح نے فرمایا کہ " جہان دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہون - وہان مین
اُنکے بیچ ہون " محض انسان نہ ایسا کہہ سکتا اور نہ کر سکتا ہے ؞ پھر ۲۸: ۲۰ -
" اور دیکھو مین زمانے کے تمام ہونے تک ہر روز تمھارے ساتھ ہون " مکان
اور زمان دونون مین حاضر و ناظر ہونے کا وعدہ ہے - نہ کہ الٰہی یا حکم کے ذریعہ سے

بلکہ اپچھون کے درمیان ہر روز اور ہر جگہہ مین۔

ان باتون سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح مین الوہیت تھی اور اگر مسیح صرف انسان ہوتا۔ تو انمین سے ایک بات بھی اسکو منسوب نہ ہوتی۔ اور نہ ہو سکتی ؞ جو اعتراض اکبر مسیح نے باب دوم مین یوحنا ۵: ۱۹ تا ۲۶ کی روسے مسیح کے قایم بالذات قادر مطلق اور ہمہ دان ہونے پر کئے ہین۔ وہ ایک طرح درست ہین کیونکہ مسیح ہو کر محض انسان ایسا نہین ہو سکتا ؞ مگر ان آیات سے اکبر مسیح صاحب نے نفی الوہیت مسیح سمجھی ہے۔ مین ایسا نہین سمجھتا ہون۔ کیونکہ میرے نزدیک مسیح نے یوحنا ۵: ۱۷۔ ۲۰ مین نہایت صفائی سے اپنی الوہیت کا بیان کیا ہے۔ اور الہی کام اور صفات اسطور سے بیٹے کو منسوب کئے ہین کہ کفر لازم نہ اوے۔ یعنی یہ نہ سمجھا جاوے کہ مسیح انسان ہو کر اپنے تئین خدا بناتا ہے۔ یا اپنے انسانی وجود کو خدا کہتا ہے۔

کیونکہ انسانی وجود نہ قایم بالذات نہ ہمہ دان۔ اور نہ قادر مطلق ہو سکتا ہے ؞ لیکن باوجود اسکے بھی لوگون کو مسیح کی عبارت مین الوہیت کے دعوی کی بو آجاتی تھی۔ چنانچہ جب مسیح نے کہا کہ۔ میرا باپ ابتک کام کیا کرتا ہے اور مین بھی کام کیا کرتا ہون۔" تو لوگون نے فوراً اس بات کی گرفت کی کہ۔ خدا کو اپنا باپ کہہ کے اپنے تئین خدا کے برابر بناتا ہے ؞ اسپر مسیح نے یہ نہ کہا کہ۔ تم غلط سمجھتے ہو مین نے برابری کا دعوی نہین کیا ؞ لیکن پھر اسی قسم کا ایک اور دعوی کیا۔ اور خدائی کامون مین سے ایک خاص کام کو پیش کیا کہ "جسطرح باپ مردون کو اٹھاتا۔ اور

جلاتا ہے بیٹا بھی جنہین چاہتا ہے جلاتا ہے“:۔ (آیت ۲۱) یاد رہے کہ مسیح اپنے کامون کسی نبی کے معجزات کے ساتھ نسبت نہین دیتا۔ لیکن خدا کے نامون کے ساتھ دیتا ہے :۔ پھر ”باپ کسی کی عدالت نہین کرتا بلکہ اُسنے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی ہے۔ تاکہ سب بیٹے کی عزت کرین۔ جسطرح سے باپ کی عزت کرتے ہین :۔ (آیت ۲۲) ساری عدالت سوائے خدا ہمہ دان۔ اور قادر مطلق کے کوئی محض انسان نہین کرسکتا :۔ پاک فرشتون کو یہ عدالت کیون نہ سونپی گئی؟! اور نہ خدا کے برابر کسی اور کی عزت واجب ہے اب امید ہے کہ آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ کیون ۱۹۔ آیت مین مسیح نے لوگون کے جواب مین یہ کہا کہ بیٹا آپ سے کچھ نہین کرسکتا :۔ ”یہ سچ ہے کہ بیٹا آپ سے یہ کام نہین کرسکتا تھا۔ لیکن قدرت و اختیار۔ اس وجود مین باپ نے دیا ہے :۔ اور اسی طرح آیت ۲۶ کو سمجھنا چاہیئے کہ۔ جسطرح باپ آپ مین زندگی رکھتا ہے۔ اسی طرح اُسنے بیٹے کو بھی دیا ہے کہ اپنے مین زندگی رکھے“:۔ فقط خدا ہی زندہ ہے۔ اور سب کی زندگی اُسی سے ہے۔ لیکن مسیح اسی طرح زندگی رکھنے کا دعوی کرتا جسطرح باپ زندہ ہے۔ نہ کہ جسطرح اور مخلوق ہین یا ہونگے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے خدائی کامون۔ اور اسکی ذاتی صفات کا اپنے مین دعویٰ کیا ہے۔ مگرچونکہ وہ انسانی وجود بذات خود ایسا نہ تھا۔ اسلیئے مسیح ساتھ ہی کہتا جاتا ہے کہ۔ بیٹے کو سونپا ہے۔ دیا ہے۔ اسلیے کہ وہ ابن آدم ہے“:۔ (آیت ۲۷) اور دیگر مقامات سے ظاہر کیا گیا ہے کہ۔ باپ نے اپنی ذاتی صفات کیونکر بیٹے کو دی ہین کلمہ کو انسان مجسم کرکے۔

اسکے ساتھ مین اِس امر کا بھی اظہار کیا چاہتا ہون کہ جو طرز بیان مسیح کی الوہیت کی نسبت انجیل مین ہے۔ اسمین یہ فرق دیکھتا ہون کہ۔ جب مسیح کی خالص الوہیت ہی کا بیان کیا گیا ہے۔ تو مثل خدا کے اسکو قایم بالذات۔ اور قادر مطلق اور ہمہ دان۔ اور حاضر و ناظر قرار دیا ہے۔ جیسا یوحنا رسول نے انجیل کے پہلے باب مین۔ اور پولوس رسول نے عبرانیون کے پہلے باب مین کیا ہے۔ اور اس عبارت مین کہ۔ مین اور باپ ایک ہین۔ مسیح خود بھی یہی ظاہر کرتا ہے۔ لیکن جب اسکو خدا مجسم کرکے بیان کیا جاتا ہے تو طرز بیان مین فرق ہے۔ جیسا مسیح کے بیان بالا سے ظاہر ہوا۔ اور جیسا رسول بھی کہتا ہے کہ۔ خدا کو پسند آیا کہ سارا کمال اُسمین بسے ؛ لیکن دونون صورتون مین اُسکی الوہیت کا اظہار ہو جاتا ہے علاوہ اسکے یہ بھی معلوم ہووے۔ کہ انسان کی نجات اور سزا کے متعلق مسیح کو وہ کام منسوب کیے گئے ہین۔ جو خدا کے سواے اور کوئی مخلوق کر نہین سکتا۔ اور نہ بیبل مین کسیکو منسوب کیے گئے ہین۔ چنانچہ۔

ہمیشہ کی زندگی

یوحنا ۱۰: ۲۸۔ اور مین انھین ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہون۔ اور وہ کبھی ہلاک نہ ہونگے۔ اور کوئی انہین میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا ؛ یوحنا ۱۷: ۳۔ اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے۔ کہ۔ وے تجھ کو اکیلا سچا خدا۔ اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانین ؛ ۱ یوحنا ۵: ۲۰۔ مین بیان کیا گیا ہے کہ یسوع مسیح کو کیا جانین۔ یعنی خداے برحق اور ہمیشہ کی زندگی جانین۔ "ہم یہ بھی جانتے ہین

کہ خدا کا بیٹا آیا اور ہمین یہ سمجھ بخشی کہ اسکو جو حق ہے جانین سو ہم اُسمین جو حق ہے رہتے ہین۔ یعنی یسوع مسیح مین جو اُسکا بیٹا ہے خدائے برحق اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے۔

کل عالم کا اختیار و انتظام

متی ۲۸: ۱۸۔ اور یسوع نے پاس آکر کہا کہ۔ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا'': قلس ۱: ۱۷۔ '' اور وہ سب سے آگے ہے اور اُس سے ساری چیزین بحال رہتی ہین۔'' عبرانیون ۱: ۳۔ '' وہ اسکے جلال کی رونق۔ اور اسکی ماہیت کا نقش ہو کے سب کچھ اپنی ہی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے'': اسمین صاف بیان کیا گیا ہے کہ۔ مسیح کس سبب سے عالم کا اختیار رکھ سکتا اور انتظام کرتا ہے۔

دنیا کی عدالت

''باپ کسی شخص کی عدالت نہین کرتا۔ بلکہ اُسنے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی ہے'': یوحنا ۵: ۲۲۔ '' یہ وہی ہے جو خدا کی طرف سے مقرر ہوا کہ۔ زندون اور مردون کا انصاف کرنیوالا ہو'': (اعمال ۱۰: ۴۲)۔ '' ہم سب مسیح کے تخت عدالت کے آگے کھڑے ہونگے'': (رومیون ۱۴: ۱۰)۔

دیکھو ایسے کام کسی محض انسان یا فرشتہ کو منسوب کرکے خدا کی مسلّم صفات کی تحقیر و تکذیب کرنا ہے اسلئے مسیح کو منسوب کرنا فقط اسمین خدا ہی ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

اکبر مسیح صاحب اپنے رسالہ کے باب سوم مین مسیح کا اصلی درجہ بیان کرتے ہین کہ بشر بات مین تھا - اور اسکو ایک بے مانند انسان کہتے ہین - اور لکھتے ہین کہ - بیگناہی مسیح کو کل آدم زاد سے لا انتہا بلندی پر پہنچاتی ہے - اور اسکو خدا کے تخت کے دہنے درجہ دیتی ہے -

مین کہتا ہون کہ - اول تو یہ بات ہی غلط ہے - کیونکہ بیگناہی مسیح کی عظمت کا سبب نہین ہے - بلکہ انکی صلیبی موت کے سبب سے ہے :: فلپ ۲ : ۸ ، ۹) اور دوسرے بیگناہی نے کسی انسان - یا فرشتے کو خدائی درجہ نہین دیا - اور نہ یہ ہو سکتا ہے - نہ اس جہان مین - اور نہ آنے والے جہان مین - چنانچہ دیکھو جب آدم کو خدا نے بنایا تو وہ پاک اور بیگناہ تھا اور اُس بیگناہی کی حالت مین وہ صرف اسقدر اختیار و قدرت کے قابل تھا - کہ سمندر کی مچھلیون پر - اور آسمان کے پرندون پر - اور مواشیون - اور تمام زمین پر - اور سب کیڑے مکوڑون پر جو زمین پر رینگتے ہین سرداری کرے " (پیدایش ۱ : ۲۶) اور یہ اختیار اور درجہ اُسکی گنہگار اولاد کو بھی حاصل ہے - مگر اُس بیگناہ آدم کو ویسے اختیار و قدرت و علم دیئے جانے کا کوئی ذکر نہین - جیسے مسیح کی بابت مرقوم ہین " پھر آنے والے جہان مین - وہ جو موت سے گذر کے زندگی مین داخل ہوے ہین صرف عبودیت کی حالت مین - نہ کہ خداوندی کی حالت مین جو خدا والی ہے ۰ لیکن وہ کلام خدا وہان بھی بادشاہون کا بادشاہ - اور خداوندون کا خداوند ہے :: (مکاشفات ۱۹ : ۱۲ ، ۱۶) اور بندون کا یہ حال اور درجہ ہے کہ - خدا اور برہ کا تخت اُسمین ہوگا اور اُسکے بندے اُسکی بندگی کرینگے " :: (۲۲ : ۳) مسیح کی یہ شان ہے کہ - وے بڑی آواز سے

کہتے تھے کہ۔ برہ جو ذبح ہوا اس لایق ہے۔ کہ قدرت اور دولت اور حکمت وطاقت اور عزت وجلال اور برکت پاوے"۔ اور مخلوقون کا یہ درجہ ہے کہ "مین نے ہر ایک مخلوق کو جو آسمان پر اور زمین کے نیچے ہے۔ اور انکو جو سمندر مین ہین یہ کہتے سنا کہ۔ اسکے لیے جو تخت پر بیٹھا ہے۔ اور برے کے لیے برکت اور عزت اور جلال اور قوت ابد تک ہے :: (ہ : ۱۲، ۱۳) اور بھی دیکھو ، ۴ : ۱۴-۱۰- پس مین کوئی ایسا مخلوق نہ اس جہان مین نہ آنے والے جہان مین پاتا ہون جسکو بے گناہی کے سبب سے خدائی کام۔ اور صفات منسوب کیے گئے ہون۔ مگر انکو وہی معمولی انسانون۔ یا ملائکہ والا درجہ اور اوصاف منسوب کیے گئے۔ خواہ عدن مین ہون اور خواہ آسمان مین خدا کے تخت کے آگے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ بیگناہی کے سبب سے۔ خدا کی بجیدہ صفات اور کام مسیح کو منسوب نہین کیے گئے لیکن اِن سبب سے کہ اسمین خدائی تھی۔ اور صرف اسی صورت مین مناجب۔ اور صرف اسی صورت مین مجسم تھا

چوتھا باب

تثلیث فی الوحدت

انجیل سے ظاہر ہے کہ۔ خدا نے اپنے تین باپ اور بیٹا اور روح القدس کرکے ظاہر کیا ہے۔ اب اگر وہ تینون مین خود ہی نہ ہووے۔ یا کہ وہ خود ہی یہ تینون نہ ہووے تو یہ اسکے ظہور نہین ہو سکتے۔ لیکن مسیح کی الوہیت کے بیان سے ثابت ہے کہ۔ یہ بات سچ ہے۔ کہ خدا خود ہی وہ تینون ہے :: اس حال مین بلکہ کہتا ہون کہ۔ جو کچھ اکبر مسیح نے تثلیث فی الوحدت کے برخلاف لکھا ہے وہ خود ہی اسکی تردید کرین۔

البتہ اگر لفظ تثلیث خدا پر استعمال کرنا ناگوارا معلوم ہوتا ہے۔ تو باپ بیٹا اور روح القدس کو ہمیشہ ساتھون ساتھ ماننا چاہیئے۔ بیٹے اور روح قدس کے باپ سے نکلنے۔ اور باپ کے ساتھ ایک ہونے کی کیون اور کسطرح کو رہنے دین۔ کیونکہ یہ بات سمجھائی نہین گئی ہے۔ مگر صرف یہ ضرور مانین کہ۔ باپ اور بیٹا اور روح قدس خالق ہوئے۔ عالم کو ناظم ہونے اور انسان کی نجات مین شریک ہین۔ کیونکہ وہ ایسے ہی ظاہر کیے گئے ہین مین یہ سمجھتا ہون۔ اور یقین کرتا ہون کہ۔ اگر باپ بیٹے اور روح قدس مین کوئی الہی ذات کا بھید نہ ہوتا۔ تو انکو علحدہ کرکے ایک ایک کو الوہیت منسوب نہ کیجاتی۔ اور نہ اکٹھے یکسان بیان لیے جاتے کہ۔ "باپ بیٹے اور روح قدس کے نام سے بپتسما دو۔" اور یہ کہ "خداوند یسوع مسیح کا فضل۔ اور خدا کی محبت ۔ اور روح القدس کی رفاقت تم سبھون کے ساتھ ہووے۔" (متی ۲۸/۱۹ ۲ قرنتون ۱۳: ۱۴) ایسا یکسان درجہ اور عزت ۔ اور روحانی نعمتون کا ایسا ایکسان مبدا ہونا باپ بیٹے اور روح القدس کی بابت بیان نہ کیا جاتا۔ اگر یہ تینون ایک ہی خدا نہ ہوتے پس اگر لفظ تثلیث برا لگے تو لگے ۔ مگر یہ تو ضرور ماننا ہے کہ۔ باپ بیٹا اور روح القدس ایک خدا ہے اور بس ؁

راقم (پادری) جی۔ ایل ٹھاکرداس گوجرانوالہ